سلسلہ اصلاحِ عقائد کی ۔۔۔۔۔۔ کڑی

قرآن و سنت کی زرّین تعلیمات اور اسماء الرجال کی روشنی میں

کرامات اور احوالِ اولیاء پر لکھے گئے کُتب

جھوٹ، بکواسات اور خرافات کے پلندے

بندہ عاجز **اکبر علی خان** سَلَّمَہُ العَزِیزُالمَنَّانُ

ناشر: قرآن و سنت اکیڈیمی مندیزائی

رابطہ: 03109804145

انتساب

میں اپنی اس کاوش کو اُن محترم اساتذہ اور شیوخ دامت برکاتہم کو منسوب کرتا ہوں جن کی بدولت میں بریلویت کی غلاظت سے نکل کر توحید و سنت کی چمنستان کا داعی بن کر عوام الناس کی اصلاح کی فکر کو اپنی زندگی کا نصب العین بنایا۔ ان شیوخ میں سے جو وفات پاچکے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت اور درجاتِ عالیہ نصیب فرمائے آمین۔

نام کتاب: ....کراماتِ اولیاء پر لکھے گئے کتب: حقیقت یا جھوٹ کے پلندے؟

نام مصنف: ......بندہ عاجز اکبر علی خان غَفَرَلَہُ المنّان

ایڈیشن: .... اوّل

تاریخِ اشاعت: 2024

تعداد: 500...............

تعداد صفحات: ....

قیمت: ....

ملنے کے پتے: آن لائن منگوانے اور کتاب کے بارے میں اپنے مفید مشوروں سے نوازنے کیلئے واٹس ایپ: 03109804145

ناشر: قرآن وسنت اکیڈمی مندیزائی، وٹس ایپ: 03109804145

فہرست عنوانات

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ

کشف المحجوب میں جھوٹ

تمہید

ہر دور میں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد قبر پرستی اور اولیاء پرستی میں ملوث رہی ہے جس کی بڑی وجہ اولیاء اللہ کی شان میں حد سے زیادہ مبالغہ آرائی اور ان کی طرف جھوٹی اور گھڑی ہوئی کرامات منسوب کرنا ہے۔ ہر دور میں یا تو اسلام دشمن ، یا جاہل و غافل مریدین اور معتقدین نےاللہ کے نیک بندوں کی شان بیان کرتے ہوئے ان کو الوہیت اور ربوبیت کے درجے تک پہنچایا ، اور ان سب خرافات کو کتابی شکل دے کر آنے والی نسلوں کو شرک کا ٹیکہ لگانے کا مستقل بندوبست کیا، اور اس طرح ان کی نان روٹی کا بندوبست تو ہوگیا مگر اس مردار دنیا کے بدلے بے شمار مسلمانوں کی ایمانوں کو برباد کرکے ان کو شرکِ اکبر میں مبتلا کردیا۔۔۔۔۔۔

کَرامت کی تعریف

وہ خلافِ عادت اور خلافِ معمول کام جو بعض اوقات اللہ عز و جل کے نیک اور محبوب بندوں کے ہاتھ سرزد ہو، کَرامت کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی ولی اگر لوگوں یا کافروں کی طرف سے کسی امتحان میں آجائے تو اللہ عزوجل

اس کے ہاتھ پر، اس کی اور دینِ اسلام کی حقانیت ثابت کرنے کیلیئے کوئی ایسا غیر معمولی واقعہ ظاہر کرتا ہے جو عام حالات میں کسی عام انسان کے ہاتھ پر ناممکن اور بعید از قیاس ہوتا ہے،یہی ولی کا کَرامت کہلاتا ہے۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے کَرامت کی تعریف یوں کی ہے:

'لفظ کَرامت اسم ہے: اِکرام و تکریم سے،اور یہ ایک خارق عادت فعل کانام ہے جو بغیر کسی چیلنج کے ظہور پذیر ہوتا ہے۔' (مرقات، کتاب الفضائل والشمائل، باب الکرامات)

اِستدراج کی تعریف

بعض ایسے خلاف عادت کام جو اللہ تعالٰی کسی غیر مسلم یا ایسے شخص کے ہاتھ پر ظاہر کرے، جو فاسق، فاجر اور شریعت کے خلاف کام کرتا ہو، اس کو "اِستدراج" کہتے ہیں۔ اللہ تعالٰی فرماتاہے: وَ الَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا سَنَسۡتَدۡرِجُہُمۡ مِّنۡ حَیۡثُ لَا یَعۡلَمُوۡنَ

'اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہے، اُنہیں ہم اس طرح دھیرے دھیرے پکڑ میں لیں گے کہ اُنہیں پتہ بھی نہیں چلے گا۔' (الاعراف:182)

چونکہ 'اولیاء الشیطان' اللہ کی نافرمانی میں مبتلا ہوتے ہیں:

☆اس لئے شیطان ان کو ان کی نافرمانی میں پختہ کرنے کے لئے(مثلاً) بے موسم پھل لا کر دیتا ہے۔ وہ اور اس کے مرید سمجھتے ہیں کہ یہ کَرامت ہے جبکہ اس سے شیطان کا مقصد ان دونوں کو ان کے خلافِ شریعت عقائد و اعمال کے بارے میں حق پر ہونے کا یقین دلانا ہوتا ہے تاکہ وہ اس گمراہی

میں ہمیشہ مبتلا رہے، اور اس کو چھوڑنے کا نام نہ لے، اور اسی طرح رفتہ رفتہ، آہستہ آہستہ، درجہ بدرجہ پیر اور مرید سب کو جہنم تک پہنچائے۔

کَرامت اور اِستدراج میں فرق

اولیاء اللہ رحمہم اللہ سے صادر ہونے والے خلافِ عادت کام کرامت ہوتا ہے، جبکہ اولیاء الشیطان یعنی شریعتِ محمدی کے خلاف چلنے والے پیرانِ باطل اور جاہل صوفیاءسے صادر ہونے والے خرقِ عادت کام اِستدراج کہلاتا ہے۔
طریقت اور شریعت کی جدائی کے قائلین ،چاہے بظاہر کتنے ہی نیک معلوم ہو، مگر وہ دراصل اول تا آخر،سارے کے سارے"اولیاء الشیطان" ہیں اس لئے ان کے ہاتھ اگر کوئی خرقِ عادت کام صادر ہوجائے تو وہ استدراج ہوگی، کرامت نہیں۔

استدراج کی مثالیں

☆دجال بادلوں کو حکم دے گا تو وہ بارش برسانا شروع کر دیں گے۔ زمین پر پاؤں مارے گا تو زمین سونا چاندی اُگل دے گی۔
☆حارث بن سعید دمشقی نے نبوت کا دعوی کیا تھا، مگر وہ موسمِ سرما کے پھل گرمیوں میں اور گرمیوں کے پھل سردیوں میں لوگوں کو کھلاتا تھا۔ دیکھئے اس کافر کے اِستدراج اور مریم علیہا السلام کی کَرامت میں بظاہر کتنی مشابہت ہے، مگر ایک اِستدراج اور دوسری کرامت ہے۔
گرفتاری کے بعد اس ملعون نے بندھے ہاتھوں کے باوجود راستے میں تین مرتبہ زنجیریں کھلوائے۔ جب اسے نیزہ مارا گیا تو اس پر اثر نہ ہوا۔ مگر جب

بسم اللہ پڑھ کر نیزہ مارا گیا تو وہ اس کے جسم کے پار ہوگیا اور یوں یہ جھوٹا نبی اپنے انجام کو پہنچا۔ یہ استدراج کی مثالیں ہیں۔ اور انہی شیطانی اِستدراجات کی وجہ سے حارث خلیفہ کے دربار میں بھی اپنی دعوی نبوت پر برقرار رہا اور خود کو حق پر سمجھتا رہا۔

کرامات کا ظہور دین کی حقانیت ثابت ہونے کے لئے ہوتا ہے

کرامات یا تو دین کی حقانیت ثابت ہونے کے لئے، یا اولیاء اللہ پر کسی آزمائش یا تکلیف وابتلاء کے وقت ان کا ظہور ہوتا ہے۔حافظ ابن القیم رحمہ اللہ متوفی 751ہجری ''واقعہ سے ثابت شدہ فقہی احکامات'' کے ضمن میں کرامات اولیاء کے بارے میں لکھتے ہیں:

'' کراماتِ اولیاء کا وقوع یا تو ضرورتِ دین کیلئے ہوتا ہے، یا اسلام اور اہلِ اسلام کی منفعت (فائدے)کیلئے ہے، یہ رحمانی احوال ہوتے ہیں اور اِتباعِ رسول ﷺ ہی ان کا سبب ہوتا ہے۔جن کے نتیجے میں اظہارِ حق اور تذلیلِ باطل ظہور پذیر ہوتی ہے ۔'' (زاد لمعاد، مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی،ج:3،ص177)

استدراج شیطان کی طرف سے اپنے دوست کو غلط فہمی میں پختہ رکھنے کے لئے ہوتا ہے

جبکہ استدراج شیطان کی طرف سے''اولیاء الشیطان'' کو ان کی نافرمانی میں پختہ کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ (مثلاً)بے موسم پھل لا کر دینا جس گمراہ پیر،صوفی اور اس کے مرید سمجھتے ہیں کہ یہ کَرامت ہے جبکہ اس سے شیطان کا مقصد ان دونوں کو ان کے خلافِ شریعت عقائد و اعمال کے بارے میں حق پر

ہونے کا یقین دلانا ہوتا ہے تاکہ وہ اس گمراہی میں ہمیشہ مبتلا رہے، اور اس کو چھوڑنے کا نام نہ لے، اور اسی طرح رفتہ رفتہ، آہستہ آہستہ، درجہ بدرجہ پیر اور مرید سب کو جہنم تک پہنچائے۔

قرآن کریم سے کَرامت کا ثبوت

کرامت کا ثبوت قرآن کریم کی اس آیت سے ہوتا ہے۔جس میں حضرت مریم علیہا السلام کی پرورش کا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا ٱلْمِحْرَابَ وَجَدَ عِندَهَا رِزْقًا ۖ قَالَ يَٰمَرْيَمُ أَنَّىٰ لَكِ هَٰذَا ۖ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِندِ ٱللَّهِ ۖ﴾

"جب بھی ذکریا علیہ السلام اس کے پاس اس کی عبادت گاہ میں جاتے، تو مریم علیہا السلام کے پاس کچھ کھانا دیکھتے، تو پوچھتے کہ: اے مریم: کہاں سے آیا تیرے پاس (یہ بے موسم پھل)، وہ کہتی: یہ اللہ کے پاس سے آتا ہے۔"

(آلِ عمران:37)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ متوفی 774ہجری اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"اس عجیب رزق میں اولیاء اللہ رحمہم اللہ کی کرامت کی ثبوت پر دلیل ہے۔"

(تفسیر ابن کثیر، تفسیر سورت آلِ عمران،آیت:37)

احادیثِ مبارکہ سے کَرامت کا ثبوت

☆"سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُسَید بن حُضَیر اور عباد بن بِشر رضی اللہ عنہما رات کی تاریکی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے واپس جاتے ہوئے نکل گئے۔ ہر ایک کے ہاتھ میں چھوٹی سی لاٹھی تھی، تو ان میں سے ایک کی لاٹھی نے روشنی کی اور اس کی روشنی میں دونوں چلے گئے۔ یہاں

تک کہ دونوں جدا ہوگئے(تو) دوسرے کیلئے اس کی لاٹھی نے روشنی کی۔ پس ہر ایک اپنی اپنی لاٹھی کے روشنی میں روانہ ہوا یہاں تک کہ اپنے گھروں کو پہنچ گئے۔ " (مشکوۃ،کتاب الفضائل والشمائل،باب المعجزات)

فقہائے احناف رحمہم اللہ سے کَرامت کا ثبوت

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ متوفی150ہجری'اولیاء اللہ' کے کرامت کے بارے میں فرماتے ہیں: اَلآیَات لِلاَنْبِیَاء وَالکَرَامَات لِلاَوْلِیَاء حَقٌّ

"انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ کے کرامات حق ہیں۔"

(شرح الفقہ الاکبر،مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی،ص:79)

ملاعلی قاری حنفی رحمہ اللہ متوفی 1014ہجری اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

وَالکَرَامَات لِلاَوْلِیَاءُ حَقٌّ۔۔اَیْ ثَابِتَۃبِالْقُرْآن وَالسُّنَّۃَ

"حق کا مطلب یہ ہے کہ اولیاء کے کَرامات قرآن و سنت سے ثابت ہے۔"

(شرح الفقہ الاکبر ،مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی،ص:79)

ملاعلی قاری رحمہ اللہ کی اس وضاحت سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ 'حق' کا وہ مطلب نہیں جو عام لوگ لیتے ہیں جس کا مطلب ولی کی اختیار و ملکیت سے کَرامت کا صادر ہونا ہے بلکہ 'حق' کا مطلب قرآن و سنت سے کَرامات کا ثبوت ہے۔

صحابہ کرام کے کَرامات کے چند نمونے

☆سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا مشہور واقعہ ہے کہ وہ تین مہمان اپنے ساتھ گھر لے گئے، اور جب کھانا کھانے لگے تو جو لقمہ کھاتے اس کے نیچے کھانا بڑھ

کر اس سے زیادہ ہوجاتا، یہاں تک کہ وہ سب سَیر ہوگئے اور کھانا بھی پہلے سے زیادہ ہوگیا۔" (بخاری،کتاب المناقب،باب علاماۃ النبوۃ، حدیث نمبر:3581)

☆جب طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے اور اپنے قبیلے میں جانے لگے تو نبی کریم ﷺ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ میرے لئے ایک علامت پیدا کردے جو میرے لئے دعوت کے کام میں مددگار ہو، تو اللہ تعالیٰ نے ایک نور قندیل کی صورت میں اس کے کوڑے کے سر پر پیدا کی۔

☆خُبَیب رضی اللہ عنہ مشرکینِ مکہ کے یہاں قید تھے اور ان کو کھانے کیلئے انگور پیش ہوتے تھے،حالانکہ ان دنوں مکہ میں انگور نہیں ہوتا تھا۔

☆خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ایک قلعہ کا محاصرہ کیا اور کفار کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تو انہوں نے کہا کہ ہم اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک آپ ضی اللہ عنہ زہر پی نہ لیں، خالد بن ولید ضی اللہ عنہ نے(بسم اللہ) پڑھ کر زہر پی لیا اور انہیں کچھ نہ ہوا۔

☆اسی طرح جب رسول اللہ ﷺ کے خادم سفینہ ضی اللہ عنہ نے شیر کو جب بتایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا خادم ہوں،تو شیر ان کے ساتھ چلا اور اُنہیں منزل تک پہنچادیا۔

☆عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو فرشتے سلام کرتے تھے۔

☆اُمِ ایمن ضی اللہ عنہا اللہ کی راہ میں نکلیں تو ان کے پاس نہ توشہ تھا، نہ پانی اور قریب تھا کہ پیاس کی شدت سے ہلاک ہوجاتیں، وہ روزہ سے تھیں،جب افطار کا وقت ہوا تو اپنے سر کے اُوپر کوئی آہٹ محسوس کی، سر اُٹھایا

تو دیکھا کہ ایک سفید لوٹا لٹک رہا ہے، چنانچہ انہوں نے اس لوٹے سے آسودہ ہوکر پانی پیا اور پھر زندگی بھر انہیں پیاس محسوس نہ ہوئی۔"

تابعین کے کرامات کے چند نمونے

☆عمرو بن عتبہ رحمہ اللہ ایک بار سخت گرمی میں نماز پڑھ رہے تھے تو ایک بادل نے آکر ان پر سایہ کیا۔

☆عبد الواحد بن زید رحمہ اللہ فالج کا شکار ہوگئے، تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وضو کے وقت ان کے اعضاء کھل جایا کریں، چنانچہ وضو کے وقت ان کے اعضاء کھل جاتے اور اس کے بعد اپنی سابقہ حالت پر لوٹ آتے۔

☆جب اَسود عنسی نے نبوت کا دعوی کیا تو ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ کو بلوایا اور کہا کہ تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ میں (اسود عنسی) اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں؟ابو مسلم رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ مجھے سنائی نہیں دیتا، پھر پوچھا کہ تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ محمد ﷺ اللہ کا رسول ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! چنانچہ اسود عنسی کے حکم سے آپ کو آگ میں ڈالا گیا،تو لوگوں نے دیکھا کہ وہ آگ میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔' (الفرقان بین اولیاء الرحمن و اولیاء الشیطان)

مگر کَرامات کی صحت کیلئے شرط یہ ہے کہ کَرامات ایک کامل متبعِ شریعت نیک انسان سے صادر ہو۔ کیونکہ اگر ایک آدمی کامل متبعِ شریعت نہ ہو اور اس سے ایسے افعال کا صدور ہوجائے تو یہ اِستدراج کہلائے گا۔اور استدراج کا صدور شیطان سے بھی ممکن ہے۔ جنید بغدادی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ:

”اگر تم نے ایک آدمی کو دیکھا کہ پانی پر چلتا ہے اور ہوا میں اُڑتا ہے تو اس کی طرف توجہ ہی نہ کرو کیونکہ شیطان مشرق سے مغرب تک اُڑتا ہے اور پانی پر چلتا ہے،بلکہ یہ دیکھو کہ وہ کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ ﷺ کا پابند ہے(یا نہیں)۔“

کوئی بھی کرامات کا منکر نہیں مگر من گھڑت کَرامات ماننا بھی جہالت ہے

کراماتِ اولیا ء کا مسئلہ قرآن وسنت سے ثابت ہے۔ اس لئے کوئی مسلمان اولیاء رحمہم اللہ کے مقام و مرتبے اور ان کے کرامات کا منکر نہیں مگر من گھڑت کرامات کی آڑ میں ہمیشہ پیرانِ باطل شکار کھیلتے آرہے ہیں اور یہی ہمارامقصد ہے کہ قارئین کو جھوٹوں کی جھوٹطشت از باک کر دے۔ اولیاء کے تذکروں کی کتابوں میں ایسے ایسے کرامات گھڑے گئے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ۔ نعوذ باللہ من ذلک۔ اللہ تعالیٰ نے ساری خدائی زمین پر اولیاء کے حوالے کی ہے۔ اللہ کی پناہ ایسے کرامات سے۔اولیاء کے احوال و کرامات پر لکھے گئے کتابیں ان اولیاء کی وفات کے بعد لکھے گئے ، اور اُن لوگوں نے لکھے، جن سے ان اولیاء کی ملاقات ہی نہیں ہوئی۔ بلکہ ان اولیاء کی اولاد میں سے کسی نے ان کرامات کا ذکر ہی نہیں کیا، اور پھر کئی صدیاں بعد کوئی جھوٹا ،یسے شطہوفی، یحییٰ تادفی کی صورت میں پیدا ہوا، اور کفر کی حدود پھلانگتے ہوئے ایسے کرامات گھڑے جس سے کفر بھی منہ چھاکر شرماتاہے۔

میرے اس دعوے کی تصدیق اس بات سے ہوتی ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے کرامات شیخ صاحب رحمہ اللہ کی وفات کے سو سال بعد ایک مصری شخص نے لکھیں۔ یہی حال اس قسم کی اکثر وبیشتر کتب کا ہے۔

شیخ جیلانی رحمہ اللہ رحمہ اللہ کے کرامات لکھی گئی دو کتابیں، جن کو اس سلسلے میں اُمہاتِ کتب کی حیثیت حاصل ہے، ایک ہے بہجۃ الاسرار اور دوسرا ہے قلائد الجواہر۔ بہجۃ الاسرار سو سال بعد مصر میں بیٹھے ایک اخون قسم کے جاہل صوفی شطنوفی نے لکھی، اور دوسری کتاب چار سو سال بعد ایک خرافاتی جاہل صوفی محمد بن یحییٰ تادفی متوفی 963 ہجری نے لکھی۔

شیخ جیلانی رحمہ اللہ کی وفات 561 ہجری میں ہوئی، اس کے وفات کے 86 سال بعد علی بن یوسف شطنوفی نامی ایک بہروپیہ پیدا ہوا۔ اس کی ولادت بھی قاہرہ (مصر) میں ہوئی اور وفات بھی ۔ مگر بغداد سے ہزاروں میل دور قاہرہ میں بیٹھ کر اس نے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے کرامات، احوال اور اقوال لکھے، اور اس کتاب کا نام بہجۃ الاسرار و معدن الانوار رکھا، جو حقیقت میں نہ تو بہجۃ الاسرار ہے اور نہ ہی معدن الانوار بلکہ حقیقیاً وہ بہجۃ الاضرار اور معدن الاِضلال ہے جس نے بے علم اور سادہ لوح مسلمانوں کے عقائد کی بگاڑ اور گمراہی میں کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ شطنوفی نے اس کتاب میں روایات کی صحت کا کوئی خیال نہیں رکھا، اور ہر مجہول اور جھوٹے کی روایت قبول کرکے کتاب کی ضخامت بڑھا دی۔

علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ متوفی 748 ہجری شیخ جیلانی رحمہ اللہ کے بیٹے عبدالرزاق رحمہ اللہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ شیخ صاحب رحمہ اللہ کے 49 اولاد تھیں جن میں 27 بیٹے اور 22 بیٹیاں تھیں۔"(سیَرِ اعلام النبلاء)

جن میں صرف 13 بیٹے زندہ رہے اور باقی بچپن میں فوت ہوتے تھے۔شیخ رحمہ اللہ کے سب سے بڑے بیٹے عبداللہ رحمہ اللہ کی پیدائش 508ہجری میں ہوئی اور 81 سال کی عمر میں 589 ہجری میں فوت ہوئے۔شیخ صاحب کی وفات کے وقت بڑے بیٹے کی عمر 43 سال تھی۔سب سے چھوٹے بیٹے یحیٰی رحمہ اللہ کی پیدائش 550ہجری میں ہوئی۔ اور 600ہجری میں پچاس سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ شیخ صاحب کی وفات کے وقت اس کی عمر 11 سال تھی۔ان 13 بیٹوں نے اپنے والد کا ایک طویل دور دیکھا۔مگر ان میں سے کسی نے بھی آپ کے کرامات یا اقوال اتنی تعداد میں قلمبند نہیں کیئے جتنی بڑی تعداد میں شیخ جیلانی رحمہ اللہ کی وفات کے چار سو سال بعد پیدا ہونے والے قلائد الجواہر کے مصنف محمد بن یحیٰی تادفی اور 86 سال بعد پیدا ہونے والے شطنوفی نے قلمبند کیئے۔حالانکہ حضرت شیخ رحمہ اللہ کے بیٹوں سے کتاب فتوح الغیب میں جو اقوال منقول ہیں ، وہ بالکل اسی قسم کے ہیں جن کے ماننے والوں کو آج کل وہابی گستاخِ رسول کہا جاتا ہے ۔ یعنی ان بریلویوں کے بنائے گئے اُصولوں کے مطابق حضرت شیخ پکے گستاخِ رسول اور وہابی تھے، معاذاللہ۔

یہ دونوں حضرات یعنی شطنوفی اور تادفی، شیخ جیلانی رحمہ اللہ کی بعض کرامتوں کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ جس سے ان کی شیخ جیلانی رحمہ اللہ کے معاصر ہونے کا شک گزرتا ہے۔

علاوہ ازیں جن کرامتوں کو شطنوفی نے اپنی سند سے بیان کرنے کی کوشش کی ہے، ان میں بھی اکثر و بیشتر روایات کے اسناد میں ضعیف و مجہول راوی موجود ہیں۔ اور مجہول راوی کی روایت مردود، ناقابلِ قبول اور ناقابلِ حجت ہوتی ہے۔ اسی لئے ائمہ محققین نے شطنوفی کی اس تالیف پر زبردست تردید و تنقید کی ہے۔ بطورِ مثال چند ائمہ رحمہم اللہ کے اقوال ذکر کئے جاتے ہیں۔ حافظ ابن حجر متوفی 852 ہجری شیخ الکمال جعفر رحمہا اللہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

"شطنوفی نے شیخ جیلانی کے مناقب بہجۃ الاسرار نامی کتاب میں جمع کئے ہیں۔ کمال جعفر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ شطنوفی نے اس میں عجائب و غرائب نقل کئے ہیں۔ اس کے بہت سارے حکایات اور اسانید پر اعتراض کیا گیا ہے۔"

(الدرر الکامنۃ، ترجمہ: علی بن یوسف اللخمی الشطنوفی)

ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ 792 ہجری فرماتے ہیں:

"شطنوفی نے شیخ جیلانی رحمہ اللہ پر تین جلدوں میں کتاب لکھی ہے اور اس میں رطب و یابس (اَول پَول) کا طومار باندھا ہے۔ حالانکہ (رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی رُو سے) کسی آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے اتنی سی بات ہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات کو آگے بیان کرنا شروع کردے۔میں نے اس کتاب کے بعض مندرجات دیکھے ہیں، مگر میرا نفس اس بات پر مطمئن نہ ہوا کہ میں اس میں مذکور باتوں پراعتماد کرسکوں ۔کیونکہ اوّل تو اس میں مجہول

راویوں سے روایتیں لی گئی ہیں اور دوسرا یہ کہ اس میں نہ صرف کذب و افتراء اور جھوٹ کے بے شمار پلندے موجود ہیں بلکہ ان جھوٹی باتوں کو شیخ جیلانی رحمہ اللہ کی طرف منسوب کرنا بھی شیخ جیلانی رحمہ اللہ کے شان کے منافی ہے۔علاوہ ازیں شیخ الکمال جعفر رحمہ اللہ کی یہ بات بھی میری نظروں سے گزری ہے کہ شطہوفی نے اپنی کتاب بہجۃ الأسرارمیں جو چیزیں بیان کی ہیں، انہیں بیان کرنے میں شطہوفی مُتّہَم(جھوٹ بولنے کا مجرم)ہے۔"(ذیل الطبقات لابن رجب: ۱، ۲۹۳)

بہجۃ الاسرار کے علاوہ شیخ جیلانی رحمہ اللہ کی کراموں پر دوسری جامع و مستقل کتاب قلائد الجواھر ہے جسے محمد بن یحییٰ التادفی متوفی 963ہجری نے لکھی ہے۔ (شیخ صاحب اور محمد بن یحییٰ کے درمیان 402 سال کاطویل زمانہ نوٹ کیجئے)۔ اس کی اِسنادی حیثیت بہجۃ الأسرار سے بھی زیادہ گئی گزری ،مجروح اور کمزور ہے۔ اکثر و بیشتر واقعات تو بہجۃ الاسرار ہی سے لئے گئے ہیں جبکہ بعض واقعات تو اتنے جھوٹے ہیں کہ خود جھوٹ بھی ان سے شرما جائے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ 748ہجری لکھتے ہیں:

"میں کہتا ہوں کہ کبار اولیاء و مشائخ میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں گزرا جس کی شیخ عبدالقادر جیلانی سے زیادہ کرامتیں معروف ہوں، تاہم شیخ جیلانی کی طرف جو کرامتیں منسوب ہیں ان میں سے اکثر و بیشتر درست نہیں بلکہ بعض تو ویسے ہی ناممکنات میں سے ہیں۔" (سیر اعلام النبلاء)

کچھ اسی طرح کا تبصرہ حافظ ابن کثیرنے تاریخ البدایہ والنھایہ (ج۱۲،ص۲۵۲) میں بھی کیا ہے۔ ناممکن کَرامات کی مثالیں ہم نے "خرافات" کے عنوان کے

تحت ص: پر تفصیل کے ساتھ بیان کئے ہیں، اور ان من گھڑت کرامات کو عقلاً، نقلاً اور تاریخاً جھوٹ اور ناممکن ہونا ثابت کیا ہے۔

شطنوفی کی سند

علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ متوفی 748 ہجری شطنوفی کے بارے میں لکھتے ہیں:

جمع أخباره ومناقبه فی نحو من ثلاث مجلدات وكتب فيها عمن أقبل وأدبر فراج عليه فيها حكايات كثيرة مكذوبة

"شطنوفی نے اس (شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ) کے حالات و مناقب پر تقریباً تین جلد پر مشتمل کتاب لکھی ہے، جس میں وہ ثقہ اور غیر ثقہ (ضعیف، مجروح) راویوں سے یکساں روایت کرتا ہے۔اور یہی وجہ ہے کہ اس کتاب میں اس نے بے شمار جھوٹے اور من گھڑت قصے نقل کئے ہیں۔" (سیر اعلام النبلاء، ترجمہ: علی بن یوسف اللخمی الشطنوفی)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ متوفی 852 ہجری لکھتے ہیں:

وَجمع هُوَ مَنَاقِب الشَّيْخ عبد الْقَادِر وسمى الْكتاب الْبَهْجَة قَالَ الْكَمَال جَعْفَر وَذكر فِيهَا غرائب وعجائب وَطعن النَّاس فِي كثير من حكاياته وَمن أسانيده فِيهِ

"شطنوفی نے شیخ جیلانی کے مناقب بھجۃ الاسرار نامی کتاب میں جمع کئے ہیں۔ کمال جعفر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ شطنوفی نے اس میں عجائب و غرائب نقل کئے ہیں۔ اس کے بہت سارے حکایات اور اسانید پر اعتراض کیا گیا ہے۔"(الدرر الکامنۃ، ترجمہ: علی بن یوسف اللخمی الشطنوفی)

شطحہ‌وفی نے جن لوگوں سے روایات نقل کئے ہیں ان میں سے بیشتر کے حالات معلوم نہیں اس لئے وہ مجہول ہوئے اور مجہول راوی کی روایت قابلِ قبول نہیں ہوتی۔

زندیق، قسمت آزما، شہرت کے بھوکے، قصہ گو جھوٹوں اور شانِ رسالت سے ناواقف لوگوں نے نبی کریمﷺ پر جھوٹ بولنے سے بھی کبھی بھی دریغ نہیں کیا، تو اولیاء کی شان میں اپنی شہرت یا آسان طریقے سے ''دال روٹی'' کمانے کے لئے حد سے گزرنا اور جھوٹی کرامات اور روایات بنانا تو معمولی بات ہے۔

ہر دور میں شطحہ‌وفی اور تادفی جیسے جھوٹے موجود رہے ہیں جو جھوٹ بول کر اولیاء کی طرف ایسی باتیں منسوب کرتے ہیں اور مقصد ہوتا ہے عوام کی دینی جذبات سے ناجائز مالی فوائد اٹھانا، ایسے ہی ایک شطحہ‌وفی نے میری موجودگی میں 10 فروری بروزِ اتوار2008 مندیزائی شبقدر میں جنازے پر تقریر کرتے ہوئے ایک پیر و مولوی نے رسول اللہ پر عمداً جھوٹ بول کر پیٹ سے ایک حدیث بنائی اور کہا کہ ایک بار علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریمﷺ کے گھٹنوں سے اپنے گھٹنے ملائے اور آپﷺ سے کہا کہ مجھے کچھ دیجئے ۔آپﷺ نے فرمایا کہ یہی لَاالٰہَ اِلاَّاللہ پڑھا کرو۔ اس نے کہا: { اَخَصَّ لی فِیہِ}مجھے اس میں کچھ خاص کیجئے۔''

تو آپﷺ نے فرمایا: لَاالٰہَ اِلاَّ اللہ ،،، لَاالٰہَ اِلاَّ اللہ(یعنی ان بریلویوں کے انداز میں زور زور سے ایک سانس میں)۔مقصد یہ تھا کہ لوگ میری بیعت کرے۔اور اس واقعہ کو یوں پیش کیا جیسے اس وقت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم

ﷺ سے بیعت ہوئے۔اس جھوٹ کو سچ ثابت کرنا اس سیفی مولوی پر قیامت تک تعاقب کرنے والا قرض ہے۔

اس جھوٹے مولوی نے حوالہ دیا ترمذی شریف کا، جبکہ ترمذی شریف میں تو کہاں؟ کسی بھی حدیث کی کتاب میں یہ روایت دستیاب نہ ہوسکی۔اگر اس کی مراد حکیم ترمذی ہو ،اور دھوکے کیلئے امام ترمذی کانام لیا تو جھوٹ کا ارتکاب حرام، اور جھوٹ کو حلال سمجھنا کفر، اور نبی کریم ﷺ پر جھوٹ بولنا اس سے بھی بد تر کفر۔ اس حدیث کو پوری سند اور سند کے اندر راویوں کی توثیق کے ساتھ پیش کرنا میری طرف سے اس پیر و مولوی پر آج تک قرض ہے، مگر وہ اس قرض کو چکانا تو دور کی بات ہے اس کی وجہ سے میرا سامنا بھی نہیں کرسکتا۔

حکیم ترمذی کی ایک کتاب نوادرالاُصول ہے۔ مگر علماء اس کے بارے میں بھی کہتے ہیں کہ اس

میں صحیح ، ضعیف اور من گھڑت ہر قسم روایات موجود ہیں۔ جو بھی عالم یا پیر نبی کریم ﷺ

پر جھوٹ بولنا جائز سمجھتا ہو، وہ ابوجہل اور ابولہب سے بھی بڑا کافر ہے۔

لیجئے قارئین! من گھڑت اور پیٹ سے بنی حدیث کی مثال جو پانچ جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے مگر ہے بازاری گپ اور ایسا جھوٹ کہ جھوٹ بھی سن کر شرماجائے:

"ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فاطمہ رضی اللہ عنہاکا اکثر بوسہ لیتے۔ عائشہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ! آپ ﷺ فاطمہ رضی

رضی اللہ عنہا کا اکثر بوسہ لیتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایاکہ جب مجھے معراج ہوئی اور میں جنت میں داخل ہوا تو مجھے جنت کے تمام پھل کھلائے گئے،جس سے میری پشت میں نطفہ تیار ہوا، اوراس نطفہ سے خدیجہ رضی اللہ عنہا کو فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حمل ٹھہرا۔جب مجھے ان (جنتی) پھلوں کے کھانے کا شوق پیداہوتاہے تو میں فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بوسہ لیتا ہوں جس سے مجھے ان پھلوں کا مزہ آجاتاہے جومیں نے(جنت میں) کھائے تھے۔'' (موضوعات لابن جوزی)

یہ اس لئے بازاری گپ ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آپﷺ کو نبوت ملنے سے پانچ سال پہلے پیداہوئی تھی اور جب آپﷺ کو معراج کرایاگیا تو اس وقت سیّدۃ صاحبہ رضی اللہ عنہ کی عمرسولہ یا سترہ سال تھی۔

کرامات اور احوالِ اولیاء پر لکھنے والے صوفیاء کی اکثریت ثقہ اور قابلِ اعتبار نہیں تھے بلکہ ان کی اکثریت جھوٹے اور وضاع تھے ، اس لئے اپنی کتابوں میں روایات کی درستگی کا سرے سے اہتمام ہی نہیں کیا اور ہر آیرے غیرے سے جو سنا وہی لکھا، بلکہ صوفیاءخود بھی جھوٹ بولنے کے عادی تھے اس لئے ایسے لوگوں سے (مجھے خبر دی فلاں نے) کہہ کر روایات نقل کئے جو ان سے بہت پہلے اس دنیا سے رخصت ہوچکے تھے۔ مثال کے طور پر ایسے چند کرامات پیشِ خدمت ہیں جو تاریخی اعتبار سے ممکن ہی نہیں۔

مثال کے طور پر محمد بن یحییٰ تاذفی متوفی 963 ہجری اپنی کتاب قلائد الجواہر میں سہل بن

عبداللہ تستری رحمہ اللہ کو شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کا ہم عصر دکھاتا ہے حالانکہ سہیل بن عبداللہ تستری متوفی 283 ہجری کی وفات اور شیخ جیلانی کی پیدائش (470ہجری) میں پورے 187 سال کا طویل عرصہ ہے۔

1...مثال کے طور پر یہ کرامت پڑھئے:

"سہیل بن عبداللہ تستری نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ اہلِ بغداد کی نظر سے آپ رحمہ اللہ عرصہ تک غائب رہے۔۔۔لوگ آپ کو تلاش کرتے ہوئے دریائے دجلہ کی طرف گئے تو ہم نے دیکھا کہ آپ پانی پر سے ہماری طرف چلے آرہے ہیں اور مچھلیاں بکثرت آپ کی طرف آن آن کر آپ کو 'سلام علیک' کہتی جاتی ہیں۔ ہم آپ کو اور مچھلیوں کے آپ کا ہاتھ چومنے کو دیکھتے جاتے تھے۔ اس وقت نمازِ ظہر کا وقت ہوگیاتھا۔ اسی اثنا میں ہمیں ایک بڑی بھاری جائے نماز دکھائی دی اور تختِ سلیمانی کی طرح ہوا میں معلق ہوکر بچھ گئی۔ یہ جائے نماز سبز رنگ اور سونے چاندی سے مرصَّع تھی۔ اس کے اوپر دو سطریں لکھی ہوئی تھیں۔ پہلی سطر میں ﴿أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾ اور دوسری سطر میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ لکھا ہوا تھا۔ جب یہ جائے نماز بچھ چکی تو ہم نے دیکھا کہ بہت سے لوگ آئے اور جائے نماز کے برابر کھڑے ہوگئے۔ سہل بن عبداللہ تستری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے آپ کی دعا پر فرشتوں کے ایک بہت بڑے گروہ کو 'آمین' کہتے سنا۔ جب آپ دعا ختم کر چکے تو پھر ہم نے یہ ندا سنی: "اَبْشِرْ فَإِنِّي قَدِ اسْتَجَبْتُ لَكَ" تم خوش ہو جاؤ، میں نے تمہاری دعا قبول کرلی۔" (قلائد الجواہر ترجمہ محمد عبدالستار قادری: ص۸۸،۸۹)

یہ کرامت بیان کرنے والا سہل بن عبداللہ تستری رحمہ اللہ ہے۔ سہل بن عبداللہ رحمہ اللہ کی پیدائش 200ہجری میں بمقام تُستر ہوئی اور وفات 283 ہجری میں ہوئی، یعنی شیخ رحمہ اللہ صاحب کی پیدائش(470 ہجری) سے 187 سال پہلے سہل بن عبداللہ تستری رحمہ اللہ وفات پاچکے تھے۔ اس لئے ہم بِلا لومۃ لائِم ببانگِ دُہل کہتے ہیں کہ اولیاء کے کرامت نامے لکھنے والے حدودِ شریعت سے نکلے والے، شہرت کے بھوکے، دین اور عقیدہ توحید سے غافل اور جھوٹے کرامات بنا کر روزی کمانے والے نکمے ، کاہل اور جاہل لوگ تھے۔ اور اُنہوں نے کرامت نامے لکھ کر دین کی کوئی خدمت نہیں کی، بلکہ انہوں ں نے کرامت ناموں کے پڑھنے والے لاکھوں لوگوں کے عقائد برباد کئے، اور خود بھی برباد ہوئے۔ اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ شیخ صاحب رحمہ اللہ کی طرف منسوب کرامات میں سے اٹھانوے فیصد کرامات شطنوفی اور تادفی کے گھڑے ہوئے ہیں۔ اور دو فیصد کَرامات درست ہوسکتے ہیں۔

2...شطنوفی شیخ عدی بن مسافر رحمہ اللہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اس کے ایک خادم نے مجھے کہا کہ شیخ عدی نے میرے سینے پر ہاتھ پھیرا اور مجھے سارا قرآن یاد ہوگیا۔

یہ بھی سفید جھوٹ ہے اس لئے کہ شیخ عدی بن مسافر 467ہجری میں پیدا ہوئے اور 557 یا بقول اس کے بھتیجے شیخ عدی بن صخر، 555ہجری میں فوت ہوئے۔ جبکہ شطنوفی 647 ہجری میں پیدا ہوئے۔ اب اگر شیخ عدی کے اس خادم کا عمر شیخ عدی سے پچاس سال بھی کم مانا جائے تو اس کی تاریخ پیدائش فرض کریں گے 517 ہجری، اور اگر اس کی عمر 120 سال بھی

مانا جائے تو اس کی تاریخِ وفات 637 ہجری ہو گی۔ جبکہ شطنوفی 644 یا 647 ہجری کو پیدا ہوئے، تو یہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ مجھے شیخ عدی بن مسافر رحمہ اللہ کے خادم نے یہ قصہ سنایا۔ شطنوفی اور شیخ عدی بن مسافر کے خادم کے درمیان کم از کم دو اور راوی ہونے چاہئے جو یہ قصہ خادم کی طرف سے شطنوفی کو بیان کرے جو کہ نہیں۔

3...شطنوفی، شیخ احمد رفاعی اور شیخ عدی بن مسافر رحمہا اللہ کے عنوان سے لکھتے ہیں:

شطنوفی کہتا ہے کہ خبر دی مجھ کو ابو الفضل منصور بن احمد بن ابی الفرح نے قاہرہ میں 674 ہجری میں، کہا کہ مجھے خبر دی ہمارے شیخ کمال الدین ابو العباس نے کہا کہ میں نے شیخ صالح ابو محمد یوسف بن مظفر (متوفی624 ہجری) سے سنا، کہا کہ میں نے 556 ہجری کو شیخ عدی بن مسافر کی زیارت کا ارادہ کیا۔ جب اُس سے ملا تو اس نے پوچھا کہاں سے آئے ہو؟ میں نے کہا اصحابِ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ میں سے ہوں۔اور پھر شیخ عدی نے شیخ جیلانی رحمہ اللہ کے بارے میں ایسی باتیں کیں جن میں بعض باتیں حدِ شرک کو پہنچتے ہیں،۔۔۔یعنی ہوا میں اُڑنا۔۔۔ اور جب اُنہوں نے کہا تھا کہ میرا قدم ہر ولی کے گردن پر ہے تو ان سب اولیاء نے اپنی گردنوں کو ان کے سامنے جھکایا تھا۔ (بہجۃ الاسرار، ترجمہ احمد علی چشتی، 1995، ص:18)

اب اس کی حقیقت بھی سنئے:

پہلی بات یہ کہ یہ واقعہ شیخ ابو صالح یا شطنوفی یا اس سند میں کسی اور جاہل صوفی کا جھوٹ ہے اس لئے کہ شیخ عدی بن مسافر ایک مانا ہوا صاحبِ

کرامات ولی اللہ ہے، اہلِ سنت والجماعت میں سے تھے، صحیح العقیدہ تھے۔ مگر اس کے بعد اس کے جاہل معتقدین اور اس کے نام پر شہرت اور دولت کمانے والوں نے بہت غلو کیا اور اسے 'اللہ' کا درجہ دیا۔

شیخ عدی بن مسافر کی تاریخِ وفات بعض حضرات 557 ہجری بتاتے ہیں مگر تاریخِ اربل میں صحیح سند سے شیخ عدی کے بھتیجے عدی بن صخر کا اپنا قول موجود ہے کہ ...میں اپنے چچا عدی بن مسافر کی وفات کے دس دن بعد پیدا ہوا،... اور تاریخِ اربل کے مطابق اس کے بھتیجے کا تاریخِ پیدائش اس کے بیٹے کی روایت کے مطابق 555 ہجری ہے۔ (تاریخِ اربل، ترجمہ: عدی بن ابی البرکات بن صخر بن مسافر)

4...ایک اور جھوٹ۔۔۔ احمد علی چشتی کے ترجمہ شدہ بہجۃ الاسرار کے مطابق شطنوفی کہتا ہے کہ مجھے ابو عبداللہ محمد بن ابی الحسن علی بن حسین بن محمد نے خبر دی، کہا کہ مجھے شیخ پیشواء ابوالمفاخر عدی بن شیخ ابی البرکات بن صخر کہتے ہیں کہ میں نے اپنے چچا شیخ عدی بن مسافر سے کہا کہ کیا تم جانتے ہو کہ متقدمین مشائخ میں سے کسی نے کہا ہو سوائے شیخ جیلانی رحمہ اللہ کے، کہ میرا قدم ہر ولی کے گردن پر ہے۔۔۔ (اس کے بعد وہی من گھڑت بکواسات اور شریعت کا مذاق لکھا ہے)۔ جبکہ ایک عربی متن جو میں نے خود دیکھا ہے اس کے مطابق ترجمہ یہ ہے:

شطنوفی کہتا ہے کہ مجھے ابو عبداللہ محمد بن ابی الحسن علی بن حسین بن محمد نے خبر دی 673 ہجری میں قاہرہ میں، کہا کہ مجھے شیخ پیشواء ابوالمفاخر عدی بن شیخ ابی البرکات بن صخر نے 620 ہجری میں موصل میں خبر دی، کہا کہ مجھے

میرے والد (صخر) نے خبر دی، کہا کہ میں نے اپنے چچا عدی بن مسافر سے پوچھا۔۔۔۔

اس کے مطابق عدی بن صخر نے کہا کہ مجھے میرے والد صخر بن مسافر نے خبر دی، کہا کہ میں نے اپنے چچا سے پوچھا جبکہ یہاں یہ نوٹ کیجئے کہ صخر، جو ابوالمفاخر عدی بن صخر کا والد ہے، وہ عدی بن مسافر کا بھائی ہے، بھتیجا نہیں اس لئے اسے کہنا چاہئے کہ میں نے اپنے بھائی (عدی بن مسافر) سے پوچھا۔ مگر یہاں بات اُلٹ ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ من گھڑت سند اور من گھڑت واقعہ ہے، اور اس طرح کے من گھڑت واقعات سارے کے سارے شطبوفی یا کسی اور جاہل صوفی کے مینوفیکچرڈ کرامات ہیں جو واقع نہیں ہوئے بلکہ بنائے گئے ہیں۔

یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ بھتیجے(عدی بن صخر) کا چچا (عدی بن مسافر) سے روایت کرنا بھی درست نہیں۔ لیجئے ثبوت:

تاریخِ اِربل کے مصنف مبارک بن احمد متوفی 637ہجری لکھتے ہیں:

عدی بن صخر خود لکھتے ہیں کہ میں اپنے چچا عدی اکبر، عدی بن مسافر رحمہ اللہ کی وفات کے دس دن بعد پیدا ہوا۔مبارک بن احمد لکھتے ہیں کہ مجھے عدی بن صخر کے بیٹے ابو محمد حسن نے بتایا کہ میرے والد عدی بن صخر 555ہجری میں پیدا ہوئے اور یہ بھی بتایا کہ عدی اکبر عدی بن مسافر 555ہجری میں وفات ہوئے۔ اور لکھتا ہے کہ ابوالفرج عبدالرحمن بن نجم بن عبدالوہاب واعظ حنبلی نے عدی بن صخر بن مسافر سے اس کی سن ولادت کے بارے میں پوچھا

تو اس نے کہا کہ میں اپنے چچا شیخ عدی بن مسافر کی انتقال کے دس دن بعد پیدا ہوا۔ (تاریخِ اربل، ترجمہ: عدی بن ابی البرکات بن صخر بن مسافر)

علامہ ابن کثیر اور ابن خلکان نے بھی عدی بن مسافر کی سن وفات 555 بتایا ہے۔

(تاریخ ابن خلکان۔۔۔ البدایۃ والنہایۃ، ترجمہ: عدی بن مسافر بن اسماعیل بن موسی الہکاری)

تاریخِ اربل میں ضعیف قول (قیل) سے 557 بھی لکھا ہے مگر صحیح 555 ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اسی تاریخِ اربل میں یہی ابوالبرکات اپنے چچا عدی اکبر کی تاریخِ وفات 557 ہجری بتاتا ہے جبکہ بھتیجے کی پیدائش تاریخِ اربل کے مطابق 555ہجری میں ہوئی، اور یہ بھی منقول ہے کہ شیخ عدی بھی 555 میں وفات ہوئے تو پھر بھتیجے کی بات درست ہے کہ میں اپنے چچا کی وفات کے دس دن بعد پیدا ہوا۔ اس لئے یہ سارا قصہ اور یہ ساری سند بھی من گھڑت ہے۔(بہجۃ الاسرار، ص:23)

5... یہی (میرا قدم ہر ولی کے گردن پر) والا قصہ:

شطہوفی کہتا ہے کہ خبر دی مجھ کو ابوالقاسم محمد بن عبادہ قاہرہ میں 674 ہجری میں، وہ کہتا ہے کہ میں نے شیخ ابولحسن علی الغزی سے دمشق میں 612 میں سنا، وہ کہتے تھے کہ ہمارے شیخ ابو سعید قیلوی سے کہا گیا ایسے حال میں کہ میں (علی الغزی) سن رہا تھا کہ کیا شیخ جیلانی رحمہ اللہ نے اللہ کے حکم سے یہ کہا تھا۔ اور اس کے بعد وہی شرکیہ من گھڑت جملے اور داستان گوئی، اللہ کی پناہ شرک و کفر اور جھوٹ و خرافات سے۔

مگر آپریشن کے بعد حقیقت کچھ اور ہے:

حقیقت یہ ہے کہ امام ذہبی رحمہ اللہ متوفی 748ہجری سیر اعلام النبلاء میں ابوالحسن علی الغزی کے حالت میں لکھتے ہیں کہ خطیب بغدادی کہتا ہے کہ اسی ابو الحسن نے مجھ سے کہا کہ میری ولادت شعبان 365ہجری کو ہوئی اور وفات 441ہجری کو ہوئی۔ (سیر اعلام النبلاء، ترجمہ: أبو الحسن علي بن إبراهيم بن نصرويه بن سختام بن هرثمة الغزي)

جبکہ ابو سعد قیلوی قادری کے حالات میں حاجی خلیفہ سُلَّمِ الوُصُول اِلٰی طَبَقَاتُ الفُحُول میں لکھتا ہے کہ ابو سعد (بقول بعض ابو سعید) قیلوی عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے ساتھیوں میں سے تھے، اور اس کی وفات تقریباً 557 ہجری میں ہوئی۔(ترجمہ: شیخ ابو سعد قیلوی القادری)

شیخ ابو الحسن الغزی جو 441 ہجری میں فوت ہوئے تھے، کیا وہ 674 ہجری میں یہ جھوٹی داستان سنانے کے لئے دوبارہ زندہ ہوئے؟

حماد بن مسلم دباس

سمع الحديث من أبي الفضل وغيره إلا أنه كان على طريقة التصوف، يدعي المعرفة والمكاشفة وعلوم الباطن، وكان عاريا من علوم الشريعة [4] ، ولم ينفق إلا على الجهال، وكان ابن عقيل ينفر الناس عنه حتى إنَّه بلغه أنه يعطي كل من يشكو إليه الحصى [5] لوزة وزبيبة ليأكلها فيبرأ، فبعث إليه ابن عقيل إن عدت إلى مثل هذا ضربت عنقك، وكان يقول: ابن عقيل عدوي وكان الناس ينذرون [6] له النذور فيقبل الأموال، 115/ ب ويفرقها على أصحابه، ثم كره قبول النذر لقول رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم/ «إِنَّ النذر يستخرج من البخيل» ، فصار يأكل بالمنامات، كان يجيء الرجل فيقول قد رأيت في المنام أعط حمادا كذا، فاجتمع له أصحاب ينفق عليهم ما يفتح له.

ومات في رمضان من هذه السنة
علومِ شریعت سے محروم تھا علم باطن، معرفت اور مکاشفوں کا دعویدار تھا، (یعنی شریعت اور طریقت کی جدائی کا قائل تھا، جو کہ کفر ہے) ابن عقیل اس سے لوگوں کو بھگاتا تھا، جو اس سے بخار کی شکایت کرتا وہ ان کو کشمش اور کیلے دیتا تھا اور کہتا تھا کہ اس میں شفاء ہے، ابن عقیل نے اس کو کہا کہ اگر تو نے دوبارہ یہ کام کیا تو میں تمہاری گردن اڑادوں گا۔ لوگوں کو خوابوں کی تعبیر بتا کر گزر بسر کرتا تھا، 525ہجری میں وفات ہوا۔
6... بہجۃ الاسرار ترجمہ از احمد علی چشتی میں شطبوفی لکھتا ہے :
(شیخ تاج الدین ابوالوفاء) شطبوفی لکھتا ہے کہ خبر دی ہم کو شیخ ابو عبداللہ محمد بن ابوالعباس احمد بن منظور کنانی عسقلانی شافعی نے قاہرہ کے میدان مقسم میں 671 ہجری میں۔
اب تماشہ دیکھئے:۔۔۔ شطبوفی 647 ہجری کو پیدا ہوئے جبکہ تاج الدین ابولوفاء 517 ہجری میں فوت ہوئے تھے۔ تاج الدین اور شطبوفی کے درمیان کم از کم تین واسطے ہونے چاہئے، وہ کہاں ہیں؟
دوسرا تماشہ۔۔۔ شیخ ابو عبداللہ کہتا ہے کہ ہم کو خبر دی تاج الدین ابو الوفاء نے 671 میں۔۔ بھائی جان وہ تو 517 ہجری میں اس دنیا سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہوئے تھے تو تم کو خبر کس نے دی۔ اس لئے یہ سند بالکل جھوٹ کا پلندہ اور کسی صوفی کا گھڑنت ہے۔ اور جب سند وڑ گئی تو اس میں بیان کردہ قصہ بھی وڑ گیا۔
نبی کریم نصِ قطعی سے انبیاء علیہم السلام کے سردار ہیں، خاتم النبیین ہیں، سیدالثقلین ہیں، شفیع المذنبین ہیں، ساقی کوثر ہیں، شافعِ محشر ہیں صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہٖ و اصحابہ و ازواجہ و ذریاتہ وسلم۔ مگر ان تمام منصوص صفات و کمالات کے باوجود کبھی یہ دعوی نہیں کیا، کہ میرا قدم تمام انبیاء کے گردن پر ہے۔ نہ صرف اُمتِ محمدی کا بلکہ وقتِ آدم علیہ السلام سے لے کر قیامِ قیامت تک، انبیاء

کے بعد، سب سے افضل و اکمل ولایت سیدنا ابو بکر صدیق کی ہے، مگر اس عظیم الشان ولی نے کبھی بھی یہ دعوی نہیں کیا کہ میرا قدم تمام اولیاء کے گردن پر ہے۔

صحابہ کرام کے بعد سب افضل اولیاء تابعین میں گزرے ہیں مگر ان میں کسی نے کبھی بھی یہ دعوی نہیں کیا۔

تابعین کے بعد سب سے افضل اولیاء اتباعِ تابعین میں ہوئے ہیں مگر انہوں نے بھی کبھی ایسا دعوی نہیں کیا۔ اس لئے کہ رسول اللہ کا فرمان ہے:

"تم میں سب سے بہتر میرے زمانے کے لوگ (صحابہ) ہیں۔ پھر وہ لوگ جو ان کے بعد آئیں گے(تابعین)، پھر وہ لوگ جو اس کے بعد بھی آئیں گے(تبعِ تابعین)۔" (بخاری:2651)

اس لئے شیخ جیلانی پانچویں صدی ہجری میں پیدا ہوئے، اور مشہود بالخیر لوگ تیسری صدی ہجری تک تھے، پس ثابت ہوا کہ بہترین اولیاء صحابہ اور ان کی صدی میں پیدا ہونے والوں میں گزرے ہیں، اور صحابہ میں سب سے افضل ابوبکر صدیق ہے، اس لئے شیخ جیلانی ابوبکر صدیق کے مقابلے میں کمتر درجے کا ولی ہے، تو جب ایسا دعوی نہ نبی کریم نے کیا، نہ ابوبکر صدیق یا کسی اور صحابی نے کیا، جو دین میں حجت بھی تھے، تو ایک ایسے ولی ایسا دعوی کیسے کر سکتا ہے جس کا قول و فعل دین میں سرے سے حجت ہی نہیں۔ اگر اس کا کوئی قول و فعل قرآن و سنت کے مطابق ہو تو اس صورت میں وہ قول نقل کے اعتبار سے شیخ جیلانی کا قول ہوگا مگر اصل کے اعتبار سے وہ اللہ اور اس کے رسول کا قول ہوگا۔

دوسری بات یہ کہ یہ قول کہ (میرا قدم ہر ولی کے گردن پر ہے) تکبر اور غرور ظاہر کرتا ہے جبکہ قرآن و سنت میں غرور و تکبر کی مذمت بیان کی گئی ہے۔ رسول اللہ کا فرمان ہے:

الکبریاء ردائی۔۔۔۔۔۔ پورا کرنا ۔۔۔۔۔ مکمل کرنا

فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوتے وقت
نبی کریم کا سر مبارک تواضع اور عاجزی سے جھکا ہوا ہونا۔
اس لیئے یہ شرکیہ دعوی شیخ جیلانی رحمہ اللہ نے کبھی نہیں کیا، اس لئے کہ اس کے اپنی تین کتابوں میں اس کا اور اس جیسے دوسرے کفر و شرک پر مبنی کرامات، اقوال وغیرہ کا کوئی ذکر نہیں، بلکہ یہ بعد کے باطنی، حلولی اور اباحیت کے قائل صوفیاء نے اپنی دکانداری کے لئے دل سے گھڑ کر شیخ جیلانی رحمہ اللہ کی عظمتِ شان کو کیش کرنے کے لئے بنائے اور پھیلائے ہیں۔

7...بہجۃ الاسرار میں شیخ شطنوفی کا سب سے بڑا اور بُرا جھوٹ

"ایک روز ایک عورت نے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی خدمت میں عرض کی کہ حضور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اولاد عطا فرمائے۔ آپ نے مراقبہ فرما کر لوحِ محفوظ کا مشاہدہ فرمایا تو پتہ چلا کہ اس عورت کی قسمت میں اولاد نہیں لکھی ہوئی تھی۔ پھر آپ نے بارگاہِ الٰہی میں دو بیٹوں کے لئے دعا کی۔ بارگاہِ الٰہی سے آواز آئی کہ اس کے لئے تو لوحِ محفوظ میں ایک بھی بیٹا نہیں لکھا ہوا، آپ نے دو بیٹوں کا سوال کردیا۔ پھر آپ نے تین بیٹوں کے لئے سوال کیا تو پہلے جیسا جواب ملا، پھر آپ نے سات بیٹوں کا سوال کیا تو ندا آئی: اے غوث! اتنا ہی کافی ہے، یہ بھی بشارت ملی کہ اللہ تعالیٰ اس عورت کو سات لڑکے عطا فرمائے گا۔"

یوں لگتا ہے کہ اس جعلی کرامت بنانے والا مسلمان ہی نہیں بلکہ کچھ اور تھا۔ یہ سارے خرافات کی مثالیں ہیں۔اس لئے کہ کائنات میں کوئی بھی اللہ سے اس طرح بات منوا نہیں سکتا۔ حتیٰ کہ محمد مصطفیٰ ﷺ بھی اللہ کی طرف سے "ناں" ملنے کے بعد رخ جاتے تھے، مثال میں ' میری امت آپس میں خانہ

گنگی سے تباہ نہ ہو، والی روایت جس میں ایک دعا قبول ہونے اور ایک رد ہونے کی بات ہے

8... ایک اور جھوٹ

"شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ جو سلسلہ سہروردیہ کے امام ہیں، کی والدہ ماجدہ حضور غوث الثقلین کے والد ماجد کی خدمت میں حاضر ہوتی ہیں اور عرض کرتی ہے کہ حضور دعا فرمائیں میرا لڑکا پیدا ہو۔ آپ نے لوحِ محفوظ میں دیکھا اور اس میں لڑکی مرقوم تھی۔ آپ نے فرما دیا کہ تیری تقدیر میں لڑکی ہے۔ وہ بی بی یہ سن کر واپس ہوئیں۔ راستہ میں حضور غوثِ اعظم ملے۔ آپ کے استفسار پر اُنہوں نے سارا ماجرا بیان کیا۔ حضورنے ارشاد فرمایا: جا تیرا لڑکا ہوگا، مگر وضع حمل کے وقت لڑکی پیدا ہوئی۔وہ بی بی بارگاہِ غوثیت میں اس مولود کو لے کر آئیں اور کہنے لگیں: حضور لڑکا مانگوں اور لڑکی ملے؟ فرمایا یہاں تو لاؤ اور کپڑا ہٹا کر ارشاد فرمایا یہ دیکھو تو، یہ لڑکا ہے یا لڑکی؟ دیکھا تو لڑکا تھا اور وہ یہی شہاب الدین سہروردی تھے۔ آپ کے حلیہ مبارک میں ہے کہ آپ کی پستان مثل عورتوں کے تھیں۔" (باغِ فردوس معروف بہ گلزارِ رضوی: ص۲۶ نیز دیکھئے کراماتِ غوث اعظم: ص۸۱)

ان خُرافات من گھڑت کَرامت کا آپریشن

شیخ صاحب کے والد ابو صالح موسیٰ رحمہ اللہ 400 ہجری میں ایران کے شہر جیلان میں

پیدا ہوئے، اور 489 ہجری میں جیلان میں فوت اور دفن ہوئے۔

جبکہ شیخ عبدالقادر جلانیرحمہ اللہ کی پیدائش 471 ہجری میں ایران کے صوبے گیلان کے جیل نامی گاؤں میں ہوئی۔ والد کے وفات کے وقت آپ کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ اور اٹھارہ سال کی عمر میں آپ طلبِ علم کے لئے بغداد تشریف لے گئے۔

تحصیلِ علم کے بعد بغداد شہر کو چھوڑا اور عراق کے صحراؤں اور جنگلوں میں ۲۵ سال تک سخت عبادت و ریاضت کی (۱)۔یعنی دوبارہ بغداد 516ہجری کے لگ بھگ آئے ہوں گے۔ اور پھر آخر تک بغداد کو اپنا مستقل وطن بنایا اور 561ہجری میں فوت ہوئے اور بغداد میں دفن ہوئے۔

۱۔ شیخ صاحب جیسے متبعِ شریعت عالم سے یہ بالکل بعید ہے کہ وہ نصاری کی طرح رہبانیت اور صحرا نوردی جیسے فضول کام میں اپنا وقت ضائع کرے، مگر شیخ صاحب کے سیرت نگار چونکہ بدعتی ،قرآن وسنت کی تعلیمات سے دور،شرک کی رَسیا اور خرافاتی لوگ تھے اس لئے جو شیطان نے ان کے دل میں ڈالا، لکھا۔ میں شیخ صاحب کو اس جیسے خرافات عمل سے بَری سمجھتا ہوں۔

اب مزید تماشا دیکھیئے:

۔۔۔شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ کی پیدائش آذربائیجان کے شہر سہرورد میں 539ہجری میں ہوئی۔یعنی شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ کی پیدائش سے پورے 50سال پہلے شیخ صاحب کے والد ابو صالح سید موسیٰ رحمہا اللہ وفات پا چکے تھے۔

ظاہر ہے کہ جس وقت شیخ صاحب کے والد رحمہا اللہ جیل (گیلان) میں فوت ہوئے تھے اس وقت آذربائیجان میں شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ کی والدہ ابھی پیدا بھی نہیں ہوئی تھی۔ مگر ان صوفیاء کے جھوٹ اللہ تعالیٰ اسی طرح ظاہر فرماتا ہے کہ سہیل بن عبداللہ تستری رحمہ اللہ کی روایت سے کرامت بیان کی، حالانکہ سہیل بن عبداللہ تستری، شیخ صاحب رحمہا اللہ کی پیدائش سے 192 سال پہلے وفات پا چکے تھے، اور شہاب الدین سہروردی کا یہ واقعہ بھی عقلاً، نقلاً اور زماناً بالکل من گھڑت ہے۔ اسی واقعہ کے اُوپر شیخ جیلانی رحمہ اللہ کے بارے میں ایک عقل کے اندھے مشرک نے یہ شعر لکھا ہے:

؎لوحِ محفوظ میں تثبیت کا حق ہے حاصل۔۔۔مرد عورت سے بنا دیتے ہیں غوث الاغواث

اولاد کے سلسلے میں ہر انسان کو چار قسم کے حالات پیش آتے ہیں:

۱۔ لڑکے اور لڑکیاں دونوں کا پیدا ہونا، ۲۔ صرف لڑکیوں کا پیدا ہونا، ۳۔ صرف لڑکوں کا پیدا ہونا، ۴۔ بانجھ ہونا، یعنی مرتے دم تک اولاد کا بالکل پیدا نہ ہونا۔

اور مزے کی بات یہ ہے کہ ان چار حالات کے ذکر سے پہلے اللہ تعالیٰ اپنی حاکمیت اور مختارِ کل ہونے کا اعلان فرماتا ہے اور بتاتا ہے کہ کائنات چلانے کا اختیار نبی عربی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں دیا تو باقی لوگوں کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کیا وقعت اور کیا حیثیت؟ اللہ تعالیٰ نے ان چاروں حالات کا ذکر قرآن کریم میں بایں الفاظ فرماتاہے:

﴿لِّلَّهِ مُلْكُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ يَهَبُ لِمَن يَشَآءُ إِنَٰثًا وَيَهَبُ لِمَن يَشَآءُ ٱلذُّكُورَ أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَإِنَٰثًا ۖ وَيَجْعَلُ مَن يَشَآءُ عَقِيمًا ۚ إِنَّهُۥ عَلِيمٌ قَدِيرٌ﴾

"سارے آسمانوں اور زمین کی سلطنت اللہ ہی کی ہے۔ وہ جو چاہتا ہے، پیدا کرتا ہے۔ وہ جس کو چاہتا ہے، لڑکیاں دیتا ہے، اور جس کو چاہتا ہے، لڑکے دیتا ہے،

یا پھر ان کو ملا جلا کر لڑکے بھی دیتا ہے، اور لڑکیاں بھی، اور جس کو چاہتا ہے، بانجھ بنا دیتا ہے۔ یقینا وہ علم کا بھی مالک ہے، قدرت کا بھی مالک۔"

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ اپنے وقت کے جید عالم، صاحبِ کَرامات ولی، ورع و تقوی کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز بزرگ، توحید و سنت کے علمبردار، شرک و بدعت اور خرافات سے نفرت کرنے والے عظیم مبلغ تھے۔ اس کے ہاتھ پر کرامات کا صدور بھی یقیناً ہوا ہوگا، مگر لوگوں نے شطبوفی اور تادفی کی ان جعلی اور من گھڑت کرامات کی بنا پر شیخ صاحب کو بالکل اللہ سبحانہُ و تعالیٰ کے ساتھ اُلوہیت اور ربوبیت میں شریک و ساجھی بلکہ اللہ کے برابر بنایا ہے۔

حالانکہ شیخ صاحب رحمہ اللہ کے مذکورہ بالا چند باتیں اس بات کا ثبوت ہے کہ شیخ صاحب رحمہ اللہ خود بہت بڑے مؤحد تھے اور یہی مؤحدانہ تعلیم وہ اپنے شاگردوں کو بھی دیا کرتے تھے مگر سو سال بعد پیدا ہونے والے ایک غلو پسند شخص نے جعلی کرامات گھڑ کر عوام الناس کے عقائد اس زمانے میں بھی برباد کئے اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ یہاں شیخ کے اقوال لکھنا۔-

بھجۃ الاسرار ص:36 پر شطبوفی، عبدالرحیم القناوی کے عنوان سے لکھتا ہے:

ہم کو خبر دی شیخ جلیل العباس۔۔۔نے قاہرہ میں 676ہجری میں، کہا خبر دی ہم کو شریف الاصل پیشوا ابو محمد حسین۔۔ پھر اسی حسین کا شجرہ علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ تک لکھا۔۔۔حسین جون بن محمد بن جعفر صادق بن محمد باقر۔۔ مگر رجال، سیرت اور تاریخ کی کتابیں دیکھتے جائیں تو محمد جعفر صادق کی اولاد میں حسین جون نامی کوئی نہیں۔اس لئے محققین کی یہ بات بالکل درست ہے کہ شطنوفی اسناد گھڑتا تھا۔

ص:32 پر شیخ ابو عمرو عثمان بن مرزوق کے عنوان سے لکھتا ہے:

ہم کو خبر دی ابولحسن علی۔۔۔۔۔ نے قاہرہ میں 666ہجری میں، کہا، خبر دی ہم کو شیخ ابو محمد عبدالکریم۔۔۔۔ 631ہجری میں، کہا، خبر دی ہم کو ابوالخیر سعد بن اب ۔۔ مکمل کرنا

تذکرۃ الاولیاء نامی کمزور کتاب میں جھوٹے واقعات کے چند نمونے

جھوٹ نمبر:01

فریدالدین عطار رحمہ اللہ متوفی 627 ہجری تذکرۃ الاولیاء میں سفیان ثوری رحمہ اللہ متوفی 161 ہجری کے حالات و مناقب میں لکھتے ہیں:

"ایک مرتبہ حالتِ نماز میں خلیفہء وقت نے اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیر لیا تو آپ نے فرمایا کہ ایسی نماز قطعی بے حقیقت ہے، اور قیامت میں تیری نماز گیند کی طرح منہ پر مار دی جائے گی۔ خلیفہ نے جھڑک کر کہا کہ خاموش رہو۔ آپ نے فرمایا:حق گوئی میں خاموشی کیسی؟ یہ سنتے ہی خلیفہ نے غضبناک ہوکر حکم دے دیا کہ اس کو پھانسی دے دو۔۔۔۔ سفیان ثوری نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ اے اللہ! خلیفہ مجھے بے قصور سزا دینا چاہتا ہے،

اس لئے اس کو بدلہ ملنا چاہئے، اس دعا کے ساتھ ہی ایک دھماکہ کے ساتھ زمین پھٹ گئی اور خلیفہ وزراء سمیت اس میں دھنستا چلا گیا۔"(تذکرۃ الاولیاء، باب:16،حضرت سفیان ثوری کے حالات و مناقب،ممتاز اکیڈیمی اُردو بازار لاہور، ص: 172،173)

...اس کا جواب یہ ہے کہ داڑھی پر ایک بار ہاتھ پھیرنے یا لگانے سے نماز خراب نہیں ہوتی۔

اب کیا کرے فریدالدین صوفی کا، جو کسی بڑائی بیان کرنے کے لئے جھوٹ بولنا بالکل ماں کی دودھ کی طرح حلال سمجھتےب ہیں۔

دوسری بات یہ کہ اگر خلیہ کا یہ عملِ کثیر اور نماز کے فاسد ہونے کا سبب بھی ہوتا، تو بھی سمجھانے سے پہلے ایسے سخت الفاظ، اور وہ بھی خلیفہ کے منہ پر، سفیانِ ثوری جیسے مجتہد، فقیہ، عالم اور جلیل القدر تابعی سے بعید از قیاس ہے۔ایک ہاتھ پھیرنے سے نماز خراب نہیں ہوتی۔یہ تو فریدالدین عطار نے ایک جھوٹا اور من گھڑت واقعہ نقل کیا ہے، کیونکہ صوفیاء کی
عادت اولیاء کی شان بیان کرنے میں حد سے زیادہ مبالغہ آمیزی، تَعلّی اور شیخی بھگارنے کی ہے۔ اصل واقعہ یہ ہے:

خلیفہ منصور سفیان ثوری رحمہ اللہ سے اس کی حق گوئی کی وجہ سے سخت ناراض ہوئے تھے اور اس کی پھانسی کا حکم دیا تھا۔ ابن عماد حنبلی رحمہ اللہ نے میں صرف اتنا لکھا ہے کہ:

وكان سفيان كثير الحط على المنصور لظلمه فَهَمَّ به و أراد قتله فما أمهله الله

"امام سفیان خلیفہ منصور کے ظلم وتشدد کی وجہ سے اس پر بہت سخت تنقید کیا کرتے تھے، اس لیے وہ ان سے ناراض ہو گیا اور ان کے قتل کا ارادہ کر لیا، مگر اللہ تعالیٰ نے خلیفہ کو اس کا موقع نہ دیا۔" (شذرات الذھب، ج:1، ص:250، شاملۃ)

ابن سعد کا بیان ہے کہ 158ہجری میں منصور نے مکہ کے امیر کولکھا کہ سفیان کو گرفتار کر کے دربارِ خلافت بھیج دیا جائے۔

خطیب بغدادی رحمہ اللہ متوفی 463ہجری کا بیان ہے کہ خلیفہ منصور جس وقت بغداد سے روانہ ہوا، اسی وقت یہ حکم دیا کہ سفیان ثوری رحمہ اللہ جہاں ملیں ان کوگرفتار کرکے پھانسی دی جائے۔۔۔۔چنانچہ سفیان ثوری کعبہ پہنچے اور کعبہ کا پردہ پکڑ کراللہ تعالیٰ سے دُعا کی کہ اے اللہ! منصور کعبہ میں داخل نہ ہونے پائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دُعا قبول کرلی اور وہ مکہ میں داخل ہونے سے پہلے ہی بیر میمون پہنچ کرانتقال کرگیا، جب امام سفیان کولوگوں نے یہ خبر پہنچائی تووہ کچھ نہیں بولے۔"

جھوٹ نمبر:02

ایک اور سفید جھوٹ۔۔حبیب عجمی رحمہ اللہ کے حالات و مناقب میں لکھتے ہیں:

"امام شافعی اور امام احمد ابن حنبل کسی جگہ تشریف فرما تھے کہ حضرت حبیب عجمی بھی اتفاقاً وہاں پہنچے، امام احمد نے کہا کہ میں اس سے ایک سوال کروں گا، امام شافعی نے منع کیا۔۔الیٰ ان۔۔ کہ جس شخص کی پانچ نمازوں میں سے ایک نماز قضاء ہو گئ اور وہ یہ بھول گیا ہوتو اسے کیا کرنا چاہیے۔حبیب

عجمی نے فرمایا کہ سب نمازوں کی قضا کرے۔"(تذکرۃ الاولیاء، باب:6، حضرت حبیب عجمی کے حالات و مناقب، ص:48)

پہلی بات یہ کہ کیا امام احمد ابن حنبل ایسا بچکانہ سوال پوچھ سکتا ہے؟

دوسری بات یہ کہ یہاں فریدالدین عطار نے ابن جوزی اور امام الرجال یحیٰی بن سعید القطان کی بات درست ثابت کی کہ صوفیاء کتنے جھوٹے ہیں، اور وہ اس طرح کہ حبیب عجمی 119 ہجری میں وفات پا چکے تھے۔ جبکہ امام شافعی کی اس کی وفات کے 31 سال بعد 150 ہجری میں پیدا ہوئے اور 204 ہجری میں فوت ہوئے تھے۔ اسی طرح امام احمد ابن حنبل اس کی وفات کے 45 سال بعد 164 ہجری میں پیدا ہوئے اور 241 ہجری میں فوت ہوئے تھے۔

جھوٹ نمبر:03

حسن بصری رحمہ اللہ متوفی 110ہجری کے حالات و مناقب میں لکھتے ہیں:

"بچپن میں ایک دن حضورِ اکرمﷺ کے پیالہ سے پانی پیا۔۔۔۔۔ایک دن حضورِ اکرم سلمہ رضی اللہ عنہا (اصل میں اُمِّ سَلَمَہ ہے) کے گھر تشریف لائے۔" (تذکرۃ الاولیاء، باب:3، حسن بصری کے حالات و مناقب، ص:17)

اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ 11سن ہجری ربیع الاوّل کے مہینے میں انتقال فرما چکے تھے، جبکہ حسن بصری رحمہ اللہ کی پیدائش نبی کریمﷺ کی وفات کے پورے گیارہ سال 21 ہجری کو ہوئی، اس لئے یہ مصنف کا جھوٹ اور غلو پسندی ہیں۔ اور امام بخاری تاریخِ الاوسط میں لکھتے ہیں کہ حسن بصری

امام ابن سیرین سے سو دن پہلے 110 ہجری میں انتقال کر چکے تھے۔(تاریخ الاوسط)

جھوٹ نمبر:04

مزید لکھتے ہیں کہ:

"سیدنا علی رضی اللہ عنہ جب واردِ بصرہ ہوئے، تو تمام واعظین کووعظ سے منع کیا ---الیٰ--

--- جب حسن بصری کو معلوم ہوا کہ وہ حضرت علی تھے---"

(تذکرۃالاولیاء، ص:21)

تمام ائمہ حدیث اس بات پر متفق ہیں کہ حسن بصر کی سماع اور ملاقات حضرت علی سے ثابت نہیں۔ اگر فریدالدین عطار اس سے بے خبر ہے تو سمجھنا چاہئے کہ فریدالدین عالم ہی نہیں تھے بلکہ ایک شاعر اور ذہین انسان تھے اور شعراء فنِ داستان گوئی اور غیر موجود چیز کو موجود مان کر اس کے بارے میں کچھ کہنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، جو کہ جھوٹ اور حقیقت سے دور ہو سکتا ہے۔علامہ ذھبی لکھتے ہیں کہ:

"حسن بصری، علی اور اُمِ سلمۃ رضی اللہ عنہما سے مرسلاً روایت کرتا ہے مگر اس نے دونوں سے حدیث نہیں سنی۔" (سیر اعلام النبلاء، ترجمہ، الحسن بن البصری)

جھوٹ نمبر:05

فریدالدین عطار حسن بصری کے حالات و مناقب میں لکھتے ہیں کہ:

"جب بِشر حافی رحمہ اللہ کو یہ علم ہوا کہ حسن سفرِ حج کا قصد کر رہے ہیں تو انہوں نے تحریر کیا کہ میری تمنا ہے کہ آپ کے ہمراہ حج کروں۔"(تذکرۃ الاولیاء، باب:3، حسن بصری کے حالات و مناقب، ص:23)

یہ بھی جھوٹا واقعہ ہے اس لئے کہ بِشر حافی رحمہ اللہ حسن بصری کی وفات کے 42 سال بعد 152ہجری میں پیدا ہوئے اور 227ہجری میں 75 سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

جھوٹ نمبر:06

فریدالدین عطار، رابعہ بصریہ رحمہا اللہ کے حالات و مناقب میں لکھتے ہیں کہ:

"ایک مرتبہ آپ حضرت حسن بصرین رحمہا اللہ کے مکان پر پہنچیں، تو اس وقت مکان کی چھت پر اس درجہ مصروفِ گریہ تھے، کہ اشکوں کا پرنالہ بہہ پڑا۔۔۔ایک اور واقعہ لکھا ہے کہ ایک روز جب رابعہ بصری ساحلِ فرات پر موجود تھیں تو اچانک حسن بصری بھی وہاں پہنچ گئے اور پانی پر مصلیٰ بچھا کر فرمایا کہ آیئے ہم دوونوں نماز ادا کریں۔۔"(تذکرۃالاولیاء،ص:61)

تاریخی لحاظ سے دیکھا جائے تو حسن بصری اور رابعہ بصریہ رحمہا اللہ کی ملاقات سرے سے ممکن ہی نہیں، اور یہ فریدالدین عطار کی جھوٹ ہے۔ اس لئے کہ حاجی خلیفہ کے سلم الاصول الی ارشاد الفحول کے مطابق حسن بصری کی تاریخِ وفات 110 ہجری ہے۔اور رابعہ بصریہ کی تاریخِ پیدائش علامہ ذہبی کی سیر اعلام النبلاء کے مطابق 100 ہجری ہے، اس لئے علامہ ذہبی لکھتے ہیں کہ آپ نے اسی سال عمر پائی ، اور 180 ہجری میں انتقال کر گئیں۔"

جھوٹ نمبر:07

اور فریدالدین صاحب یہ بھی لکھتے ہیں کہ:
"ایک روایت یہ ہے کہ ابتداء میں آپ گاتی بجاتی تھیں بعد میں تائب ہوہر جنگل میں گوشہ نشین بن گئیں۔"(تذکرۃ الاولیاء،ص:57)
اس لئے دونوں کا ملاقات ممکن ہی نہیں ، اور یہ فریدالدین کا جھوٹ ہے ، جس کے لئے صوفیاء معروف ہیں۔اس لئے کہ رابعہ بصریہ رحمہا اللہ کی پیدائش 99 ہجری میں ہوئی اور جب رابعہ ابھی بچی تھی، تو حسن بصر 110 ہجری میں وفات پاچکے تھے۔

جھوٹ نمبر:08

ایک جگہ پر صالح العامری کے حوالہ سے لکھتے ہیں مگر بقول محدثین اور مؤرخین صالح بن عبداللہ بن صالح العامری رُرواۃ حدیث کے طبقہ تاسعہ سے تعلق رکھتا ہے اور اس طبقہ کے لوگ 250 اور 350 ہجری کے درمیان وفات پاچکے ہیں۔ یعنی صالح عامری رابعہ بصریہ کے وفات کے لمبے عرصے بعد پیدا ہوا ہے۔(تذکرۃ، ص: 65)

جھوٹ نمبر:09

مالک بن دینار کے حوالہ سے بھی فریدالدین نے بات کی ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ مالک بن دینار رابعہ بصریہ کی پیدائش 99 ہجری سے دو سال پہلے 97 ہجری میں وفات پاچکے تھے۔(تذکرۃ، ص:69)

جھوٹ نمبر:10

فریدالدین عطار، حمدون قصار رحمہ اللہ کے حالات و مناقب میں لکھتے ہیں کہ:

"آپ خود حضرت سفیان ثوری اور عبداللہ ابن مبارک رحمہا اللہ جیسے بزرگوں کے مرشد تھے۔" (تذکرۃ الاولیاء، باب:39، حضرت حمدون کے حالات و مناقب، ص: 272)

یہ بھی سفید جھوٹ ہے اس لئے کہ سفیان ثوری کی پیدائش 96ہجری اور وفات 161 ہجری ہے جبکہ حمدون کی وفات 271 میں ہوئی۔ اسی طرح عبداللہ ابن مبارک کی پیدائش 118ہجری اور وفات 181ہجری ہے۔ ثابت ہوا کہ سفیان ثوری کی وفات سے 113 سال بعد اور ابن مبارک کی وفات سے 90سال بعد حمدون وفات پا چکے ہیں۔ اس لئے عقلاً اور نقلاً ان کا ملنا کہاں سے ثابت ہو سکتا ہے۔

اس لئے یہ کرامات نامے 96 فیصد جھوٹے واقعات اور من گھڑت روایات کے زور پر 99.99 فیصد من گھڑت کَرامات پر مشتمل ہیں۔ علمی پسِ منظر نہ رکھنے والے عوام الناس کو اس قسم کی کتابوں سے پرہیز کرنا چاہیئے اور ان جعلی کرامت ناموں کی جگہ احادیث کے کتب معارف الحدیث، ریاض الصالحین وغیرہ یا علماء کے مشورے سے دیگر مفیدِ عوام الناس کتبِ فقہ، احادیث اور تفاسیر جیسے تفسیر ابن کثیر اور تفسیر معارف القرآن کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔

جھوٹ نمبر:11

فریدالدین عطار بشر حافی رحمہ اللہ کے احوال و مناقب میں لکھتے ہیں:
بشر حافی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دن علی جرجانی رحمہ اللہ کسی چشمے کے کنارے تشریف فرما تھے کہ اور میں بھی ان کے سامنے پہنچ گیا تو آپ مجھے

دیکھ کر یہ کہتے ہوئے بھاگ پڑے کہ مجھے انسان کی شکل نظر آگئی جس کی وجہ سے میں گناہ کا مرتکب ہوگیا۔ (تذکرۃ الاولیاء، ص:106، بشر حافی کے حالات و مناقب)

اب تماشہ یہ ہے کہ بشر حافی 227 ہجری کو اس دنیا سے رخصت ہوئے تھے، جبکہ علی جرجانی 392 ہجری کو۔ اور دوسرا تماشہ یہ کہ انسان کو دیکھنا کس نے گناہ کہا؟

دوسری بات، لکھتے ہیں اولیاء کی ایک جماعت تھی جو نہ ڈھیلے سے استنجاء کرتے تھے نہ ہی زمین پر تھوکتے تھے،کیونکہ انہیں ہر شے میں اور ہر جگہ انوارِ الٰہی کا ظہور محسوس ہوتا تھا،چناچہ بشر حافی کا اس جماعت سے تعلق تھا۔(ایضاً، ص:104)

اب ڈھیلے سے استنجاء نہ کرتے تھے تو پانی سے کرتے ہوں گے، یا بغیر استنجاء رہتے ہوں گے۔ دیکھئے پانی ڈھیلے سے افضل ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ و جعلبا من الماء کل شیء حیی۔ ہم نے پانی کے ذریعے ہر چیز کو زندگی دی ہے۔

اب فیصلہ کریں کہ ان تذکروں کے لکھنے والے اللہ کا دین کتناجانتے تھے۔

جھوٹ نمبر:12

فرید الدین عطار، ذون النون مصری رحمہ اللہ کے حالات و مناقب میں لکھتے ہیں:

”حضرت ابو جعفر الاعور رحمہ اللہ نے بتایا کہ ایک مرتبہ میں آپ کی مجلس میں موجود تھا اور آپ جمادات کی فرمانبرداری کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے فرما رہے تھے کہ جمادات اہل اللہ کے اس درجہ فرمانبردار ہیں کہ اگر میں اس سامنے والے تخت سے یہ کہہ دوں کہ پورے مکان کا چکر لگائے تو وہ ہر گز دریغ نہیں کر سکتا۔یہ کہہ کر ہی سامنے والا تخت پورے مکان کا چکر لگا کر پھر اپنی جگہ قائم ہوگیا۔“ (تذکرۃ الاولیاء، ص:114)

اب تماشہ دیکھئے: ۔۔۔۔۔یہ بالکل شرکیہ بات ہے اس لئے کہ مافوق الاسباب

سمجھانا اللہ ہی کر سکتا ہے، مخلوق نہیں۔ جمادات صرف اللہ کے حکم کے تابع ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی ولی کے ہاتھ جمادات کے ذریعے کوئی خرقِ عادت صادر فرمائے تو یہ بھی ممکن ہے اور یہی اس ولی کی کرامت ہوگی، اس کا بھی کوئی مسلمان انکار نہیں کرتا۔ مگر چونکہ یہ سارے تذکرے جھوٹے اور من گھڑت ہیں اس لئے ذیل میں ان جھوٹ بنانے اور اللہ سے ڈرنے والوں کی حقیقت آشکار ہوجائے گی:

پہلی دلیل: علامہ شمس الدین ذھبی سیر اعلام النبلاء میں لکھتے ہیں کہ ذون النون مصری ابو جعفر منصور کے آخری ایامِ خلافت میں پیدا ہوئے۔ اور 246 یا 248 ہجری میں فوت ہوئے، اور اس کی عمر سو اور 90 سال کے درمیان ہے۔" (سیر اعلام النبلاء، ترجمہ ذون النون المصری)

اور ابو جعفر منصور 148 ہجری میں حج کے لئے روانہ ہوئے اور راستے میں بیمار ہوکر بئر میمون کے مقام پر 6 ذی الحج 148 ہجری کو تریسٹھ سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔

اب ابو جعفر الاعور کے بارے میں پڑھیے:

ابو جعفر محمد بن یعقوب بن اسحاق الکلینی البغدادی الاعور 250 ہجری میں پیدا ہوئے،اور 329 ہجری کو فوت ہوئے۔ یعنی ابو جعفر الاعور، ذون النون مصری کی وفات کے دو سال بعد اس دنیا تشریف لائے، تو فریدالدین عطار کیسے ابو جعفر سے ذون النون مصری کا یہ واقعہ نقل کرتا ہے۔

بے غبار بات یہ ہے کہ یہ سارے کرامات نامے 98 فیصد جھوٹے اور من گھڑت کرامات سے بھرے پڑے ہیں ، اور یہ صادر نہیں ہوئے بلکہ یہ بند کمروں میں بیٹھ کر کاغذ اور سیاہی سے شیطان کی مفت معاونت اور اس کی شاگردی میں تراشے گئے۔

جھوٹ نمبر:13

بایزید بسطامی اور امام جعفر صادق کی ملاقات

فریدالدین عطار لکھتا ہے:
"ایک مرتبہ آپ حضرت امام جعفر صادق کی خدمت میں تھے تو انہوں نے فرمایا کہ بایزید طاق میں جو کتاب رکھی ہے، وہ اٹھا لائو۔۔۔۔۔" (تذکرۃ الاولیاء، ص:128)
اب تماشہ دیکھئے۔۔۔۔
بایزید بسطامی رحمہ اللہ کی تاریخ پیدائش 188 ہجری اور تاریخ وفات 261 ہجری ہے۔
73 سال عمر پائی۔ جبکہ امام جعفر صادق 88 ہجری میں پیدا ہوئے، اور 145 یا 148 میں وفات ہوئے۔ یعنی بایزید بسطامی، امام جعفر صادق رحمہا اللہ کی وفات کے تقریباً 33یا 30 سال بعد پیدا ہوئے۔یہ صوفیاء عجائب و غرائب بنانے، پھیلانے اور جھوٹ بولنے میں ایسے ویسے مشہور نہیں ہوئے بقول یحییٰ بن سعید القطان بحوالہ مقدمی صحیح مسلم، اور علامہ ابن جوزی نے ان کے بارے میں جو کہا کہ جس روایت کی سند میں صوفی آجائے اس روایت کی درست ہونے سے ہاتھ دھونا۔

جھوٹ نمبر:14

فرید الدین عطار ابراہیم ابن ادہم رحمہ اللہ کے حالات و مناقب میں لکھتے ہیں:
حضرت سہیل فرمایا کرتے تھے کہ میں مرتبہ دورانِ سفر بیمار ہوا، تو آپ (ابراہیم ابن ادہم) کے پاس جو کچھ تھا، وہ سب میری بیماری پر خرچ ہوا۔۔۔۔(تذکرۃ الاولیاء، ص:93)
اب تماشہ یہ ہے کہ سہیل سے مراد سہیل بن عبداللہ تستری رحمہ اللہ ہے جس کی پیدائش 200 ہجری میں ہوئی، اور وفات 283 ہجری میں جبکہ ابراہیم ابن ادہم رحمہ اللہ 159 ہجری میں وفات پا چکے تھے، تو ان کی ملاقات کہاں ہوگئی۔

جھوٹ نمبر:15

فریدالدین لکھتا ہے:
"خلیفہ معتصم باللہ نے جب آپ(ابراہیم ابن ادہم رحمہ اللہ) سے آپ کی مصروفیات کے بارے میں پوچھا۔۔۔۔۔"(تذکرۃ الاولیاء، ص:94)
اب تماشہ یہ ہے کہ خلیفہ معتصم باللہ، ابراہیم ابن ادہم رحمہا اللہ کی وفات کے پورے 20 سال بعد 179 ہجری میں پیدا ہوئے تھے، اور 227 ہجری میں 49 سال کی عمر میں وفات ہوچکے تھے۔

جھوٹ نمبر:16

فریدالدین عطار ،عبداللہ ابن مبارک رحمہا اللہ کے حالات و مناقب میں لکھتا ہے:
حضرت سہیل بیشتر آپ(عبداللہ ابن مبارک رحمہا اللہ)کے پاس تشریف لایا کرتے تھے، ایک مرتبہ چلتے ہوئے کہنے لگے کہ اب میں کبھی آپ کے پاس نہیں آئوں گا، اس لئے کہ آج چھت پر سے آپ کی کنیزیں مجھے اے سہیل اے سہیل کہہ کر آواز دے رہی رھیں۔ اور یہ بات میرے لئے بارِ خاطر ہوگئی۔ یہ سن کر عبداللہ نے کہا کہ آئو
سہیل کی نمازِ جنازہ اداد کریں۔چنانچہ اسی وقت ان کا انتقال ہوگیا۔اور تجہیز و تکفین کے بعد جب لوگوں نے سوال کیا کہ موت سے پہلے ہی آپ کو ان کی موت کا علم ہوگیاتھا؟ فرمایا کہ انہوں نے یہ کہا تھا کہ تیری چھت پر سے کنیزیں مجھے اے سہیل اے سہیل کہہ کر آواز دے رہی تھیں، حالانکہ میرے یہاں لونڈی نہیں ہے۔اور وہ یقیناً حوریں تھیں جو آواز دے رہی تھیں، اسی وجہ سےمیں نے ان کی موت کا یقین کر لیا۔" (تذکرۃ الاولیاء،:167)
اب تماشہ دیکھئے۔۔۔۔
سہیل سے مراد سہیل بن عبداللہ تستری ہے، سہیل، عبداللہ ابن مبارک کی وفات کے پورے 19 سال بعد 200 ہجری میں پیدا ہوئے، اس لئے یہ پورا واقعہ جھوٹ کا پلندہ ہے، جو فریدالدین عطار نے خودبنایا ہے۔

جھوٹ نمبر:17

فریدالدین عطار، سفیان ثوری رحمہ اللہ کے حالات و مناقب میں لکھتا ہے:
"آپ نے حضرت حاتم رحمہ اللہ سے فرمایا کہ میں تمہیں چار چیزوں سے آگاہ کرتا ہوں۔" (تذکرۃ الاولیاء،ص:176)
اب تماشہ دیکھئے:۔۔۔
حاتم سے مراد حاتم اَصم ہے، سفیان ثوری رحمہ اللہ کی پیدائش 96 ہجری میں اور وفات 161 ہجری میں ہوئی۔حاتم اصم کی وفات 273 ہجری میں ہوئی ۔اس لئے ثابت ہوا کہ سفیان ثوری کے ساتھ حاتم اصم کا ملاقات تو دور کی بات ہے، حاتم رحمہ اللہ بے چارہ تو سفیان کی وفات کے وقت پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ اس لئے یہ واقعہ من گھڑت ہے، جو ایسے کتابوں کے من گھڑت ہونے اور ان کے پڑھنے میں وقت ضائع کرنے سے منع کرنے کے لئے کافی ہے، اس لئے کہ ایسی جعلی کتابوں سے عقائد خراب ہوتے ہیں، شخصیت پرستی، قبر پرستی، خرافات پرستی اور شرکیہ عقائد پروان چڑھتے ہیں۔

جھوٹ نمبر:18

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے حالات و مناقب میں لکھتے ہیں:
"حضرت فضیل، حضرت ابراہیم ابن ادہم اور حضرت بشر حافی رحمہم اللہ آپ کے تلامذہ
(شاگردوں) میں شامل ہیں۔" (تذکرۃ الاولیاء،ص:184)
مگر حقیقت یہ ہے کہ بشر حافی رحمہ اللہ، امام صاحب کی وفات کے دو سال بعد 152 ہجری میں پیدا ہوئے تھے۔ اس لئے یہ بھی فریدالدین عطار کا جھوٹ ہے۔

جھوٹ نمبر:19

آگے لکھتے ہیں:
"حضرت یحییٰ معاذ رازی رحمہ اللہ نے نبی اکرم ﷺ سے خواب میں پوچھا کہ

میں آپ ﷺ کو کس جگہ تلاش کروں، حضور ﷺ نے فرمایا: ابو حنیفہ کے پاس۔" (ایضاً:190)

یہ جھوٹ ہے اس لئے کہ عبدالرحمن سلمی طبقات الصوفیہ میں لکھتے ہیں کہ یحییٰ بن معاذ رازی رحمہ اللہ تیسری صدی میں میں گزرے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ تیسری صدی ہجری میں پیدا بھی ہوئے ہیں اور تیسری صدی ہجری میں اس کی وفات بھی ہو چکی ہے۔ جبکہ امام ابو حنیفہ دوسری صدی کی بالکل وسط یعنی 150 ہجری میں انتقال کر چکے تھے۔

جھوٹ نمبر:20

امام شافعی رحمہ اللہ کے حالات و مناقب میں لکھتے ہیں:

"حضرت سفیان ثوری کا قول ہے کہ امام شافعی رحمہا اللہ کے دور میں ان سے زیادہ دانشور اور کوئی نہیں۔" (تذکرۃ الاولیاء، ص:191)

حالانکہ سفیان ثوری کی وفات کے وقت امام شافعی صرف 11 سال کے تھے، شاید سفیان ثوری نے اسے دیکھا بھی نہ ہو، اس کی دانشوری کے بارے میں رائے زنی کرنا تو بہت بعید از قیاس ہے۔

جھوٹ نمبر:21

امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ کے حالات و مناقب میں لکھتے ہیں کہ:

" ایک دفعہ امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ سماعتِ حدیث کے لئے حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کی خدمیں مکہ معظمہ پہنچ گئے، اور روزانہ آپ کے یہاں حاضری دیتے۔۔۔" (ایضاً:197،196)

حقیقت یہ ہے کہ امام ثوری کی وفات 161 ہجری میں ہوئی اور امام احمد کی پیدائش 164 ہجری میں ہوئی تو یہ کیسے ممکن ہے مگر صودفیاء کی دروغ گوئی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔

جھوٹ نمبر:22

آگے لکھتے ہیں:

"آپ(امام احمد) حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمہا اللہ سے شرفِ نیاز حاصل کرنے کے بے حد متمنی رہتے تھے۔اور اتفاق سے ایک دن وہ (ابن مبارک) آپ (امام احمد)کے یہاں خود تشریف لائے۔۔۔۔۔"(ایضاً:197)

حقیقت یہ ہے کہ یہ بھی جھوٹ ہے اس لئے کہ عبداللہ ابن مبار کی وفات 181 میں ہوئی اور امام احمد 164 ہجری میں پیدا ہوئے، اور کمال کی بات کہ 17 سال کی عمر میں اس کی شادی بھی ہوئی، اس کا بیٹا بھی پیدا ہوا، اور بیٹا اتنا بڑا اور سمجھدار بھی ہوا کہ آپ کو ابن مبارک کے آنے اطلاع بھی دی، اور جب آپ ابن مبارک سے ملاقات کے لئے نہ نکلے تو والد سے نہ ملنے کی وجہ بھی پوچھی۔ یہ ساری باتیں تب ممکن ہیں جب امام احمد کی عمر ابن مبارک کی وفات کے وقت کم از کم 40 سال ہو، جبکہ اس وقت امام احمد کی عمر صرف 17 سال تھی۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی دو بیویاں عباسہ اور ریحانہ رحمہا اللہ تھیں، اور ایک باندی تھی۔ پہلی بیوی سے ایک بیٹا صالح رحمہ اللہ ہوا، اور دوسری بیوی سے عبداللہ رحمہ اللہ ۔ بڑابیٹا صالح، جو اصفہان کا قاضی تھا، اس کی پیدائش 203 ہجری میں ہوئی، اور چھوٹا بیٹا عبداللہ 213 ہجری میں پیدا ہوئے، ریحانہ کی وفات کے بعد ایک باندی خریدی اور اس سے نکاح کیا، اس پانچ بیٹے پیدا ہوئے، حسن اور حسین جو بچپن میں فوت ہوئے۔ اس کے بعد تین اور بیٹے پیدا ہوئے، حسن، سعید اور محمد۔ مگر یہ سب صالح اور عبداللہ سے عمر میں چھوٹے تھے۔ یعنی بڑا بیٹا عبداللہ ابن مبارک کی وفات کے 22 سال بعد اور چھوٹا بیٹا 32 سال بعد پیدا ہوا۔" (دیکھئے: سیر اعلام النبلاء، ترجمۃ: صالح بن احمد بن حنبل۔۔۔ ترجمۃ: عبداللہ بن احمد بن حنبل۔۔۔سیرت امام احمد بن حنبل، از عبدالرشید عراقی،ص: 60)

جھوٹ نمبر:23

ابوالحسن خرقانی متوفی425ہجری کے حالات و مناقب میں لکھتے ہیں:

ایک مرتبہ حضرت ابو سعید اور حضرت جنید رحمہااللہ دونوں نے اپنے قبض و بسط کے احوال کی باہمی تبدیلی کرنے کا قصد کیا تو دونوں بزرگ ایک دوسرے سے بغلگیر ہوگئے جس کے بعد اچانک دونوں کی حالت تبدیل ہوگئی اور حضرت ابو سعید گھر جاکر رات بھر سر زانو پر رکھے ہوئے روتے رہے اور ادھر حضرت ابوالحسن رات بھر عالمِ وجد میں نعرے لگاتے رہے۔"(تذکرۃ الاولیاء، ص:411، 412)

یہ فریدالدین عطار کا بنایا ہوا ڈرامہ ہے اس لئے کہ جنید بغدادی 297 ہجری میں انتقال کر چکے تھے جبکہ ابوالحسن خرقانی، جنید بغدادی رحمہ اللہ کی وفات کے 55 سال بعد 352 ہجری میں پیدا ہوئے تھے۔ جبکہ ابو سعید سے یا تو مراد ابو سعید ابو الخیر ہوں گے یا ابو سعید خراز۔ اول الذکر 357 ہجری کو پیدا ہوئے تھے اور 440 ہجری میں وفات پا چکے تھے۔ جبکہ مئوخرالذکر کی سنِ وفات 277 یا 286 ہجری ہے۔ بہر صورت اگر ابو سعید سے مراد ابو سعید ابوالخیر بھی ہو تب بھی جنید رحمہ اللہ کی وجہ سے یہ واقعہ ڈرامہ اور گھڑنت ہے، جو کہ فریدالدین عطار نے گھڑا ہے۔

جھوٹ نمبر:24

ابو الفضل حسن سرخسی کے حالات و مناقب میں لکھتے ہیں:

ابو سعید سے یا تو مراد ابو سعید ابو الخیر ہوں گے یا ابو سعید خراز۔۔ لقمان سرخسی چوتھی صدی ہجری میں گزرے ہیں۔

جھوٹ نمبر:25

محمد اسلم طوسی کے حالات و مناقب میں لکھتے ہیں:

کسی نے ابو علی فارمدی سے سوال کیا کہ وہ علماء جو حقیقت میں وارثِ انبیاء ہوتے ہیں ان میں کون کون ہسیہماں شامل ہیں؟ آپ نے حضرت محمد بن اسلم رحمہ اللہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ ایسے افراد ہوتے ہیں۔(تذکرۃ، ص: 215)

اب تماشہ دیکھئے:
محمد بن اسلم طوسی 180 ہجری میں پیدا ہوئے اور 242 میں وفات پا چکے۔
جبکہ ابو علی فارمدی 407 میں پیدا ہوئے اور 477 ہجری میں فوت ہوئے۔
(سیر اعلام النبلاء ۔۔۔ تاریخ ابن الملقن۔۔۔الثقات لابن حبان،ترجمہ الفضل بن محمد بن علی الشیخ ابو علی الفارمدی۔۔۔ترجمہ محمد بن اسلم الطوسی)
محمد اسلم طوسی کے وفات کے وقت ابو علی فارمدی کے دادا صاحب کی شادی بھی نہیں ہوئی تھی۔ مگر فریدالدین جیسے صوفی کے لئے اولیاء کی شان غلط طریقے سے بڑھانے کے لئے جھوٹ بولنا معمولی بات ہے جبکہ اسلام میں جھوٹ بولنا حرام ہے۔ اللہ کے بندو! اولیاء کو اللہ تعالیٰ نے جو شان دیا ہے کیا وہ کافی نہیں کہ جھوٹ بول کر اپنا اعمال نامہ بھاری کرنے پر تُلے ہوئے ہو۔

جھوٹ نمبر:26

ابو سلیمان دارانی کے حالات و مناقب میں لکھتے ہیں:
آپ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے بھی کچھ علم حاصل کیا تھا۔
(تذکرۃ،ص:211)

جھوٹ نمبر:27

اولیاء کو اللہ نے جو شان اور مقام دیا ہے اگر اس پر اکتفا نہ کیا جائے تو پھر حرام کا ارتکاب کرکے جھوٹ بولنا پڑے گا اور وہ بھی گندی جھوٹ۔ لیجئے حاتم اصم کا واقعہ:
ابو حازم مکی کے حالات و مناقب میں لکھتے ہیں:
ایک عورت آپ کے پاس کوئی مسئلہ پوچھنے آئی تو اتفاق سے اس کی ریح خارج ہوئی جس کی وجہ سے وہ بہت شرمندہ ہوئی۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ زور سے بات کہو میں بہرہ ہوں۔پھر اس نے بلند آواز سے مسئلہ پوچھاتو آپ نے جواب دیا۔ مگر حقیقت میں آپ بہرے نہیں تھے بلکہ اس عورت کی شرمندگی دور کرنے کے لئے جان بوجھ کر بہرے بن گئے تھے۔ اور جب

تک وہ عورت زندہ رہی آپ مسلسل بہرے بنے رہے اسی وجہ سے آپ کو اصم کہاجاتا ہے۔(تذکرۃ الاولیاء، ص:219)

اس جھوٹ کا آپریشن

اگر آپ نے تو اس عورت کی شرمندگی ختم کرنے کے لئے خود کو بہرا بنا دیا تو پھر یہ واقعہ کس نے نقل کیا؟ جو آج تک لاکھوں لوگوں کو پہنچ چکا۔
مگر اولیاء کے جھوٹے قصے سن کر واہ واہ کرنے والوں کی کھوپڑی میں دماغ کہاں؟

جھوٹ نمبر:28

ابو اسحاق ابراہیم بن شہریار گارزونی رحمہ اللہ کے حالات و مناقب میں لکھتے ہیں:

(۔۔۔ابو اسحاق گارزونی فرماتے ہیں کہ۔۔۔) نمازِ استخارہ پڑھ کر سجدے میں دعا کی اے اللہ! مجھے مطلع فرما دے کہ میں ان تینوں بزرگوں(عبداللہ الخفیف، حارث محاسبی اور عمرو بن علی رحمہم اللہ) میں سے کسی کے دامن سے وابستگی اختیار کروں۔ اس دعا کے بعد مجھے سجدے ہی میں نیند آگئی اور خواب میں ایک بزرگ اونٹ پر بہت سی کتابیں لادے ہوئے تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا کہ تمام کتب عبداللہ الخفیف کی ہیں اور انہوں نے یہ تمام کتب اونٹ سمیت تمہیں ارسال کی ہیں۔ چنانچہ خواب سے بیدار ہوکر میں سمجھ گیا کہ مجھے حضرت عبداللہ خفیف کے دامن سے وابستہ ہونا چاہئے، اس کے بعد شیخ اکار میرے پاس آئے اور عبداللہ خفیف کی بہت سے کتابیں مجھے عطا کیں، اس واقعہ سے مجھے اور زیادہ یقین ہوگیا اور میں نے انہیں(عبداللہ خفیف) کے طریقہ پر عباد شروع کی۔(تذکرۃ الاولیاء، ص:398)

الحمدللہ! ہم اولیاء کے قدردان اور ان کا احترام کرنے والے ہیں، مگر ان کے نام پر فریدالدین عطار کی لکھی گئی خرافات دینِ اسلام اور مسلمانوں کے لئے زہر سے زیادہ خطرناک سمجھتے ہیں، اس لئے پہلی بات تو یہ ہے کہ مسلمانوں

کے لئے رسول اللہ کا یہ حکم موجود ہے کہ:
میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ رہاہوں جت ان دونوں پر عمل پیرا رہوگے تو گمراہ نہ ہوں گے، اور وہ دو چیزیں ہیں: اللہ کی کتاب اور رسول اللہ کی سنت۔(حوالہ لکھو)
دوسری بات یہ ہے کہ رسول اللہ نے اپنی اُمت کو بالخصوص خلفائے راشدین اور بالعموم صحابہ کرام کی پیروی کا حکم دیا ہے، کسی پیر فقیر یا ولی کی پیروی کا حکم نہیں دیا۔
تیسری بات یہ کہ تمام عبادات کے طریقے وغیرہ رسول اللہ نے اُمت کو سکھائے ہیں اس لئے جو بھی اللہ کے لئے عبادت کرتا ہو، وہ رسول اللہ کے سکھلائے گئے طریقے سے عباد کرے گا، پیر فقیر کے من گھڑت طریقے سے نہیں۔ آپ کا فرمان ہے:
اسی طرح نماز پڑھا کرو، جس طرح مجھے نماز پڑھتے تم نے مجھے دیکھا۔
پس یہ طریقہ صحابہ کرام نے رسول اللہ کر سن کر اور دیکھ کر سیکھا اور یہی طریقہ اُمت کو پہنچایا گیا۔ اسی طرح آخری حج کے موقع پر فرمایا:
مجھ سے حج کے مناسک (طریقے) سیکھو۔ (حوالہ لکھو)
لہذا حج کے طریقے صحابہ کرام نے رسول اللہ کو سن اور دیکھ کر سیکھے اور یہی طریقے اُمت کو پہنچائے گئے۔
اسی طرح زکوۃ کے مصارف سارے کے سارے قرآن میں ذکر کئے گئے ہیں:
صدقات (زکاۃ) فقراء کے لئے۔۔۔۔ (حوالہ لکھو ۹
اور اس کا نصاب رسول اللہ نے ہمیں بتایا کہ اگر کسی کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا ان کے برابر نقدی موجود ہو تو نقد اور مالِ تجارت پر سال گزرنے کے بعد ڈھائی فیصد (یعنی چالیسواں حصہ) بطورِ زکوۃ نکالے۔ اسی زرعی پیداوار میں اگر فصل کی سیرابی قدرتی ذرائع سے ہو تو عشر دس فیصد (دسواں حصہ)اور اگر سیرابی پر پیسے خرچ ہوتے ہو تو پانچ فیصد

(بیسواں حصہ) بطورِ زکوۃ نکالے۔
عبادات فرض ہو، یا واجب۔ سنت ہو یا نفل، تمام اقسامِ عبادات کے طریقے، اوقات، تعداد، کیفیت سب شریعتِ محمدی میں مذکور ہے تو عبداللہ خفیف کے طریقے پر عبادت شروع کرنے کا کیا مطلب؟
یہ سب بکواسات اولیاء کے احوال و مناقب پر لکھے گئے جعلی اور من گھڑت کتب میں ملتے ہیں، دین کی کتابیں ایسے بکواسات سے پاک ہیں۔
(-----------------------------)

من گھڑت اور جعلی کرامات کیسے بنتے ہیں؟

مفسرِ زمان علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ متوفی 755ہجری نصاری کے ایک پادری کا ایک واقعہ تحریر کرتے ہوئے لکھتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:
"بیت المقدس کے نصرانی گرجے میں پوشیدہ طور پر خود قندیلیں جلاتے اور اس کو گرجے کی کرامت مشہور کرتے اورلوگوں کو اپنے دین کی طرف جھکاتے۔"

مزید لکھتے ہیں کہ:
""کہ ایک نصرانی پادری نے ایک مرتبہ دیکھا کہ ایک پرند کا چھوٹا بچہ جسے اُڑنے اور چلنے پھرنے کی طاقت نہیں ایک گھونسلے میں بیٹھا ہے ،جب وہ اپنی ضعیف اور پست آواز نکالتا ہے تو اور پرندے اسے سن کر اور رحم کھا کر زیتون کا پھل اس کے گھونسلے میں لالا کر رکھ جاتے ہیں ،اس نے اسی صورت کا ایک پرندہ کسی چیز کابنایا اور نیچے سے اسے کھوکھلا رکھا ،اور ایک سوراخ اس کی چونچ کی طرف رکھا جس سے ہوا اُس کے اندر گھستی تھی پھر جب نکلتی تھی تو اُسی طرح کی آواز اُس سے پیدا ہوتی تھی۔ اُسے لا کر اپنے گرجے میں

ہوا کے رُخ رکھ دیا ،چھت میں ایک چھوٹا سا سوراخ کردیا تاکہ ہوا اُس سے جائے ۔ اب ہواچلتی اور اُس کی آواز نکلتی تو اُس قسم کے پرندے جمع ہوجاتے اور زیتوں کے پھل لالا کر رکھ جاتے ۔اس نے لوگوں میں شہرت دینی شروع کی کہ اس گرجے میں یہ کرامت ہے ،یہاں ایک بزرگ کا مزار ہے،اور یہ کرامت ان ہی کی ہے لوگوں نے جب اپنی آنکھوں یہ اَنہونی عجیب بات دیکھی تو معتقد ہوگئے اور اس قبر پر نذر و نیاز چڑھنے لگی اور یہ کرامت دور دراز تک مشہور ہوگئی۔" (تفسیر ابن کثیر، سورت بقرہ آیت:102)

خط کشیدہ الفاظ پر غور فرمائیں ،بس سارا چکر ان چیزوں کیلئے چلایاجاتاہے۔

بریلوی کہتے کہ غوث ہمیشہ مکہ میں رہتا ہے،اور دنیا میں جو مصیبت آتی ہے وہ ان سب اولیاء سے ہو کر غوثِ اعظم تک پہنچتی ہے، اور وہ اسے دور کرتا ہے۔

مگر آج تک دنیا سے کچھ بھی دور نہیں کیا۔ سن 2020 میں دنیا میں کرونا نے تباہی مچا دی مگر غوث تماشہ دیکھتا رہا۔اور مکہ میں البیک کا بروسٹ کرامت کے ذریعے چوری کرکے ٹھونستا رہا۔

سن 1991 میں امریکہ نے بالکل ظلم کی انتہا کرکے عراق کی اینٹ سے اینٹ بجا دی مگر مکہ و عراق میں موجود غوث ستو پی کر سوتا رہا۔

اکتوبر 2023 سے آج 10 جولائی 2025 تک اسرائیل نے فلسطین غزہ میں ظلم و بربریت کی انتہا کردی، مگر غوث بے بس اور خاموش۔

اکتوبر 2005 کے زلزلے میں معصوم بچے کئی ہفتے ملبے تلے دبے رہے اور جب تک گناہگار مسلمانوں نے انہیں نہیں نکالا وہ وہیں پڑے رہے مگر غوث چرس کا سوٹا پی کر مدہوش رہا۔

غزہ میں فلسطینی معصوم بچے اور بڑے ملبے تلے دبے رہے مگر غوث بے بس۔

آخر بریلویوں کا غوث کس کام کا۔ نام و مقام اتنا بڑا کہ، نعوذباللہ، اللہ کے کرنے کے سارے کام بقول بریلوی فرقہ غوث ہی کرتا ہے، مگر جب ہم کسی وباء، بلا، سیلاب، مصیبت، زلزلہ، کافروں کی طرف سے مسلمانوں پر ظلم و بربریت کے وقت دیکھتے ہیں تو کافروں کی ایجاد کردہ مشینیں، آلات، ہتھیار، اور عام گناہ گار مسلمان اور کافر اِن مواقع پر خدمات اور امدادی کارروائیاں انجام دیتے نظر آتے ہیں مگر غوث صاحب کہیں پر اپنے جلوے اور کرشمے دکھاتا نظر نہیں آتا۔

مسلمان ممالک، بشمول پاکستان، عراق اور دیگر عرب ممالک، کئ صدیوں تک کفار کے زیرِ نگیں غلامی، ظلم اور ناانصافی سہتے رہے مگر غوث کی مدد کہیں نظر نہ آئی کہ ان ممالک کے مسلمانوں کی مدد کرتے اور ان کو غاصب اور ظالم کفار استعمار سے نجات دیتے۔

کیا اس نام نہاد غوث کو فلسطین میں ہونے والا ظلم نظر نہیں آتا، یا وہ بھی اسرائیل کا ایجنٹ بنا ہوا ہے۔

بہرحال جب غوث کا کام مدد کرنا ہوتا ہے تو پھر جب ان دو صاحبان نے اس غوث کی بے ادبی کی تو اسے ان کی اصلاح کرنے چاہیئے تھی، ان کی بربادی کی دعا نہیں کرنی چاہیئے تھی، اور بد دعا بھی ایسی کہ اس کا ایمان برباد ہوا، کیا یہ غوث ہے جو لوگوں کو اسلام کی طرف بلانے کی بجائے ان کو اسلام سے نکالنے کے لئے مصروفِ عمل ہے۔

رسول اللہ نے تو پتھر کھا کر بھی کسی کو بد دعا نہیں دی۔ رسول اللہ کے مقدس و معطر جسم پر تو گندگی تک ڈالی گئ، وہ بھی نماز کی حالت میں، مگر آپ نے اس وقت بھی ان کی خیر کی دعا مانگی۔

اللہ اور اس کے رسول نے تو غصہ پینے، برداشت کی قوت پیدا کرنے اور ذاتی

انتقام لینے سے منع فرمایا ہے۔ اور اگر کوئی ولی اللہ بن سکتا ہے تو اللہ اور اس کے رسول کی سو فیصد تابعداری پر بن سکتا ہے، جبکہ یہ غوث صاحب تو اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری تو کجا، یہ تو اللہ اور اس کے رسول کی تعلیمات سے بالکل اُلٹ جا رہا ہے تو یہ کہاں کا ولی اور کہاں کا غوث ہوا؟

غوث صرف اللہ ہی ہے، مخلوق میں کوئی غوث ہے ہی نہیں، ہو ہی نہیں سکتا۔ انبیاء بھی اپنے لئے اللہ ہی کے محتاج تھے، تو انبیاء کے علاوہ باقی تمام انسان بلکہ تمام مخلوق تو انبیاء کے پاؤں کے نیچے دھول اور غبار کے برابر بھی نہیں۔ یہ من گھڑت اصطلاحات پیٹ پالنے کے لئے تراشے گئے ہیں۔

اور اب بھی عوام کو اُلو بنا کر ان کو جھوٹی قصے، کہانیاں سنا کر پیٹ پالنے کے لئے بعض علماء ایسے خرافات بیان کرتے ہیں کہ نجم الدین کبراء نامی ولی کو جب بتایا گیا کہ منگولوں نے شہر پر حملہ کیا ہے تو اس نے اپنے سامنے رکھا پلیٹ اُلٹایا تو پورا خوارزم شہر منگولوں کی نظروں سے غائب ہوگیا۔ مگر غزہ کے مظلوموں اور بے کسوں کے لئے دنیا میں کوئی ایسا ولی نہیں جو غزہ کے مظلوم لوگوں کواسرائیلی افواج کی ظلم سے نجات دلانے کے لئے اُن کی نظروں سے غزہ کو غائب کردے، اور غزہ کو غائب کرنے کی کیا ضرورت بلکہ اسرائیلی بمبار جہازوں کی بمباری کو غزہ کی بجائے اسرائیلی شہروں اور آبادیوں پر برسائے، یا گرائے گئے بم ناکارہ بنادے۔ اگر ایسا ہوجائے تو اسرائیل بم گرانا بند کردے گا۔ ایسے قصے کہانیاں بھی بنائے گئے ہیں کہ فلاں ولی کی کرامتانڈیا کے گرائے گئے بم نہیں پھٹے تھے حالانکہ اس جنگ کے دوران دونوں ممالک کا بہت جانی و مالی نقصان ہوا تھا۔ لیکن اللہ بھلا کرے کافروں کا جنھوں نے کیمرہ، انٹرنیٹ، فیسبک اور دیگر سوشل میڈیا پلیٹ فام ایجاد کرکے جعلی اولیاء کے من گھڑت کرامات کا قلع و قمع کر دیا۔

ہر ولی کی طرف منسوب یہ سارے خرافات بنامِ کرامات پیٹ پانے کے لئے بعد میں گھڑے گئے ہیں۔ خود نجم الدین کبراء رحمہ اللہ منگولوں کے خلاف

میدانِ جنگ میں لڑتے ہوئے شہید ہوئے تھے، اس لئے کہ وہ حلوے کی پلیٹ میں جہاد کے قائل نہیں تھے میدانِ جنگ میں لڑتے ہوئے جہاد کیا کرتے تھے۔ایسے قصہ گو اور لوگوں کو ہنسانے کے لئے منبرِ رسول پر ہر اَول پول بکنے والے مولویوں نے ہر دور میں دین میں ایسے قصے اور کہانیاں کراماتِ اولیاء کے نام پر لکھے ہیں۔

ان جاہل قصہ گو مقررین میں بعض ایسے بے شرم جھوٹے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ عبدالرحمن بابا نے مجھ پر سلام بھیجا تھا، حالانکہ عبدالرحمن بابا کو اس دنیا اور اس کے احوال کا کوئی علم نہیں۔احناف رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ :

قال العلامۃ ابن البزاز رحمہ اللہ: و علیٰ ھٰذا قَال عُلَمَائُنَا مَن قَالَ اِنَّ اَروَاحُ المَشَائِخ حَاضِرَۃ تَعلَم یُکَفَّرُ}(بزازیہ بر حاشیہ عالمگیری ص326, ج 6)

ترجمہ: ہمارے علماء (احناف)نے فرمایا ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ بزرگوں کی روحیں حاضر ہیں اور وہ سب کچھ جانتی ہیں تو ایسا شخص کافر ہے۔“ (اختلافِ اُمت اور صراطِ مستقیم صفحہ 37 تا 39)

اسی طرح فقہ حنفی کی مشور کتاب” بحرالرائق شرح کنز الدقائق،باب احکام المہردین“ میں بھی’فتاوی بزازیہ‘ ہی کے حوالہ سے ایسا عقیدہ رکھنے والوں کو کافر کہا گیا ہے ۔ مگر یہ میراوس قسم کے مقررین ایسے جھوٹ بولتے رہتے ہیں جن سے اللہ کی پناہ۔

ایک اور میراوس قسم کے مقرر نے کہا کہ آدم علیہ السلام نے مجھے قہوہ پلایا۔ ایک بار ایک پیر سے میں نے خودسنا کہ ایک بار اس کے بڑےپیر صاحب نے ہمارے گھر میں پورے تین آدمیوں کا کھانا کھایا، اور اس کے بعد قضاء

حاجت کرنے گنے کی کھیت میں گئے۔ جب وہ نکلے، تو ایک شخص جس نے اسے کھانا ٹھونستے ہوئے دیکھا تھا، یہ دیکھنے کے لئے کہ پیر صاحب کی ''پیداوار'' کتنی ہوگی، اس جگہ گئے، جب وہ پاخانے کی جگہ گئے تو دیکھا کہ فضلہ نہیں اور وہاں خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ یہ سب جھوٹے قصے اور خرافات ہیں جن سے جاہل عوام کو برباد کیاگیا حالانکہ اس پیر کی ساری زندگی قرآن و سنت کی مخالفت اور دشمنی میں گزری تھی، نماز اپنے لئے فرض نہیں سمجھتا تھا جو کہ کفر ہے۔ نشہ، قوالی، آلاتِ موسیقی کا استعمال حلال سمجھتا تھا جو کہ کفر ہے، خواتین سے پردہ کرنا اپنے اوپر فرض نہیں سمجھتا تھا جو کہ کفر ہے۔بلکہ اس کے مریدوں سے میں نے خود سنا تھا کہ اس کی موت کے بعد بھی کہتے تھے کہ باباجی کرم یعنی مہربانی فرمائے گا، اور اس کے مریدوں کا یہ پکا اور مستقل عقیدہ ہے کہ ہمارا باباجی ہمارے حال سے باخبر رہتا ہے، ہمیں دیکھتا رہتا ہے اور ہر وقت ہماری مدد کرتا رہتا ہے، حالانکہ قرآن و سنت کی رُو سے ایسے گندے عقائد رکھنے والے پکے کافر اور ابوجہل سے بڑھ کر بد ترین مشرک ہیں۔ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ آخر میں فرعون اور ابلیس کو بھی اللہ بخشے گا اور وہ بھی جنت جائیں گے حالانکہ یہ بات قرآنی آیات کی انکار کی وجہ سے کفر ہے اور ایسا عقیدہ رکھنے والا کافر ہے۔

دنیا کے تمام مشرکین پتھر تراش کر بت بناتے ہیں اور ان کو اپنا مشکل کشا، حاجت روا اور عبادت میں قبلہ بناتے ہیں، تو بریلوی اور دنیا بریلویوں کے ہم پیالہ اور ہم نوالہ صوفیاء بت کی بجائے اصطلاحات تراش کر وہ کسی پر فٹ

کرتے ہیں اور اپنی دکانداری چلاتے ہیں۔
وہ بُت کی بجائے شیخ جیلانی وغیرہم کو اپنا قبلہ و کعبہ مان کر ان کو حاجت روا اور مشکل کشا سمجھتے ہیں۔
یہ من گھڑت اور شرکیہ نام مخلوق کے لئے نہ قرآن میں استعمال ہوئے ہیں نہ حدیث میں۔
اگر کوئی اعتراض کرے کہ اللہ کے لئے بھی قرآن میں رئوف و رحیم ہے آیا ہے اور رسول اللہ کے لئے بھی۔ ------

----

وفيها الوزير جلال الدّين عبيد الله [2] بن يونس بن أحمد بن عبيد الله ابن هبة الله البغدادي الأزجي، الفقيه الحنبلي الفرضي، الأصولي المتكلم، وزير الخليفة الناصر جلال الدّين، تفقّه في الأصلين، والحساب، والهندسة، والجبر، والمقابلة، ورحل في طلب العلم إلى همذان، وصنّف وعني بالحديث، والفرائض، والحساب، وسمع ممن لا يحصى، وسمع منه جماعة لا تحصر، منهم: ابن دلف، وابن القطيعي، وبالغ في مدحه والثناء عليه.
وذكر ابن النجار: أنه لم يكن في ولايته محمودا، وقد علمت أن الناس لا يجمعون على حمد شخص ولا ذمه.
وأما أبو شامة [3] فإنّه بالغ في ذمه والحطّ عليه بأمور لم يقم عليها حجّة. وكذلك ابن شهبة في «تاريخ الإسلام» قال بعد أن أثنى عليه: غير أنه شان فضيلته برأيه الفاسد وأفعاله السيئة، فإنه خرّب بيت الشيخ عبد القادر الكيلاني وشتّت أولاده، ويقال: إنه بعث في الليل من نبش قبر الشيخ عبد القادر الكيلاني ورمى عظامه في اللجّة [1] وقال: هذا وقف ما يحلّ أن يدفن فيه أحد [2]
ولما اعتقله الخليفة كتبوا فيه فتاوى أنه كان سبب هزيمة العسكر، فذكروا أشياء فأفتوا بإباحة دمه، فسلّم إلى الوزير ابن القصّاب واعتقله في بيت للسلاح، فأخرج منه ميتا.

انتهى.

---

[2] قلت: وعقب ابن تغري بردي على فعليه هذه في «النجوم الزاهرة» بقوله: قلت: وما فعله هو بعظام الشيخ أقبح من أن يدفن بعض المسلمين في بعض أوقاف المسلمين، وما ذاك إلا الحسد من الشيخ عبد القادر وعظم شهرته، حتى وقع به ما وقع، ولهذا كان موته على أقبح وجه، بعد أن قاسى خطوبا ومحنا، وحبس سنين، حتى أخرج من الحبس ميتا، وهذا ما وقع له في الدنيا، وأما الآخرة فأمره إلى الله تعالى، وبالجملة فإنه كان من مساوئ الدّهر.

ولما اعتقله الخليفة كتبوا فيه فتاوى أنه كان سبب هزيمة العسكر، فذكروا أشياء فأفتوا بإباحة دمه، فسلم إلى الوزير ابن القصّاب واعتقله في بيت للسلاح، فأخرج به ميتا.
انتهى.
وفي
خلیفہ ناصرالدین کے وزیر جلال الدین عبیداللہ بن یونس بن احمد بغدادی نے شیخ عبدالقادر جیلانی کے گھر کو مسمار کیا اور اس کی اولاد کو دربدر کیا، اور کہا جاتا ہے کہ اس نے رات کو لوگ بھیج کر شیخ رحمہ اللہ کا قبر کھولا اور یہ کہہ کر اس کی ہڈیوں کو دریائے دجلہ میں بہا دیا کہ یہ سرکاری زمین ہے کسی کے لئے جائز نہیں کہ اس میں دفن ہو۔(شذرات الذھب، ج6۔ 593 ہجری کے احوال)

آج تک بابوں کے کارنامے

آج تک کسی بابا نے جلال میں آکر انسانیت کی فلاح و بہبود کیلئے کچھ نہیں کیا۔ سورج کو کان سے پکڑ کر ملتان لایا تو وہ بھی اپنے لئے باربی کیو کا شوق پورا کرنے اور اپنی بوٹی پکانے کیلئے۔ورنہ شمسی توانائی سے بجلی پیدا کرنے کا کوئی

معاہدہ کرکے سورج کو واپس بھیج دیتے۔

یہ بابے آسمانوں میں اُڑے بھی تو اکیلے اکیلے خود عالمِ لاہوت و ناسوت کے سیر سپاٹے کرتے رہے۔ ورنہ کرامت سے انسانیت کیلئے اُڑن طشتریوں کا انتظام کر جاتے، مگر یہ کام انگریزوں کیلئے چھوڑ گئے۔

ان بابوں نے اپنی کرامات سے ہسپتال بنائے نہ سکولز، کنویں کھودے، نہ واٹر چینلز لگائے۔

ہاں جلال میں آکر کنویں میں اُلٹا ضرور لٹک گئے۔

یہ سارے مذکورہ ڈرامے کرامات کے تذکروں پر لکھی گئی کتابوں میں درج ہیں، اس لئے کہ اس زمانے میں کیمرہ ایجاد نہیں ہوا تھا، اور نہ ہی سوشل میڈیا۔ مگر جب کیمرہ ایجاد ہوا، اور سوشل میڈیا کا درو شروع ہوا تو اس وقت سے:

...کنویں میں اُلٹا لٹکنا، ... ایک پاؤں پر کئی کئی ہفتے، سال وغیرہ کھڑا رہنا، ...بالوں کی لٹ کو شہتیر میں باندھ کر کئی کئی رات مسلسل نہ سونا، ...ہوا میں اُڑنا، ...پانی پر چلنا جیسے جعلی کرامات کا دور ختم ہوا۔

سوشل میڈیا نے بریلوی بابوں کی کرامتوں کی پیدائش و گھڑنت کا سلسلہ بالکل بند کیا ہے اس لئے کہ اب لوگ ان سے ہر چیز کی دلیل اور ثبوت مانگ سکتے ہیں جبکہ ان کے سارے عجائب و غرائب تو جھوٹ اور سادہ لوح لوگوں کو مرغوب کرنے کےلئے ہیں، ان میں حقیقت تو ہے ہی نہیں، اس لئے عجائب و غرائب تو اب زیادہ نہیں بول سکتے مگر جھوٹ سے باز آنا ان کے لئے ممکن بھی نہیں اس لئے کہ جھوٹ سے توبہ کرنے پر پھر ان کا شیطان

ان سے ناراض ہوجائے گا اور شیطان ان کے لئے مرید ڈھونڈنے کا کام چھوڑے گا، پھر یہ بے چارے کھائیں گے کہاں سے۔ کام ہنرِ ان کو آتا نہیں، بس یہی ناجائز اور حرام نذرانے اور ایک ایک وقت کی روزی روٹی کے محتاج مریدوں کی جیبوں پر نظر رہتی ہے ان کی۔

جعلی مزارات کس طرح بنتے ہیں؟۔۔۔۔۔۔☆پیر گدھا شاہ:

قارئین! پیٹ کے پجاری شیطان کی شاگردی میں ایسے ایسے کام کرجاتے ہیں کہ شیطان بھی حیران رہ جاتاہے کہ ہائے رے! میرے شاگرد بھی اب مجھے مات دے گئے، یہ دیکھ کر وہ خوش ہوتاہے کہ چلو اب میری لشکر میں دن دگنی رات چگنی اضافہ ہوتارہے گا اور بنی آدم جہنم کی اتاہ گہرائیوں میں گرتا رہے گا۔اس طرح کے چند عبرت آموز قصے نذرِ قارئین ہیں:

ایک عبرت انگیز واقعہ ملاحظہ فرمائیں:

"صراط مستقیم بر منگھم برطانیہ مجریہ جنوری 1999ء میں بحوالہ} حرمین جہلم {قطر سے جناب عبدالخالق خان ولد عبدالرحمٰن کا ایک مراسلہ شائع کیا گیا ہے جس میں موصوف نے سندھ کے ایک مزار کی داستان تحریر کی ہے۔

فرماتے ہیں:

"میں قطر آنے سے پہلے سعودی عرب کے شہر جدہ میں تھا ،وہاں پر میرے ساتھ ایک سروئیر (Surveyor) صادق صاحب جوراولا کوٹ چیروٹی پاچھوٹ کے رہنے والے تھے،میرے ساتھ کمرے میں رہائش پذیر تھے وہ راوی ہیں

کہ میں سندھ کی کسی کمپنی میں تھا وہاں پر ایک درگاہ تھی، جہاں عرس میلے وغیرہ ہوتے تھے،ایک مرتبہ وہاں عرس ہوا تو اچانک وہاں پر شوروغل ہونے لگا۔ہم لوگ بھی چلے گئے قبر کے بوڑھے مجاور دونوں بھائی تھے،انہوں نے اعلان کیا کہ اے لوگو! یہ درگاہ کسی پیر کی نہیں بلکہ ہمارے گدھے کی قبر ہے۔انہوں نے جب یہ کہا تو لوگوں میں ہلچل مچ گئی کہ پیر صاحب کی گستاخی کی گئی ہے۔کچھ لوگوں نے ان سے پوچھا کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ انہوں نے کہا ہم دو بھائی تھے۔ہمارے پاس ایک گدھا تھا جس پر ہم محنت مزدوری کیا کرتے تھے،گدھا مر گیا تو ہم نے سوچا اس نے ہماری بڑی خدمت کی ہے،اس کو یہاں ایک درخت کے نیچے راستے کے ایک طرف گڑھا کھود کر دفنا دیا اور اس کے اُوپر لکڑی کھڑی کر کے اُوپر ایک کپڑا باندھ دیا تھا ،تاکہ گزرنے والے لوگ گدھے کی قبر پر پاؤں نہ رکھ سکیں۔کچھ ہی دنوں بعد دیکھا توایک اور کپڑا باندھا ہو اتھا۔پھر کپڑوں میں اضافہ ہوتا گیا،ہم بھائیوں نے موقع کو غنیمت سمجھا،ہمارے پاس کوئی ذریعہ معاش نہیں تھا۔ہم آکر یہاں بیٹھ گئے اور پھر ہمیں نذرانے ملنے لگے اور ہم نے اس کے اوپر ایک عمارت تعمیر کی اور اس کا نام رکھ دیا۔اب ہمارے بیٹے پڑھ لکھ کر اچھے کام پر لگ چکے ہیں ہمارے کاروبار نوکر چاکر گدھے کی ہڈیوں کے صدقے سے بہت ہیں اب ہم دونوں بھائیوں نے مشورہ کیا ہے کہ ہم بوڑھے ہوچکے ہیں اور ا للہ کے سامنے کیا منہ دکھائیں گے ،ہم سچ بتا رہے ہیں تاکہ اللہ ہمیں معاف کردے اور ہم آپ لوگوں سے بھی معافی مانگتے ہیں جو چاہیں سزا دیں،کچھ لوگوں نے کہاکہ یہ غلط ہے،کچھ لوگ کہتے تھے کہ اتنے بڑے بزرگوں کی کی گستاخی

ہو گی،انہوں نے بے ادبی کی ہے اور یہ پاگل ہو گئے ہیں ۔ اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ ملنگ ہمیشہ یہاں ہر رہتے ہیں شاید یہ سچ ہی ہو۔الغرض قبر کو اکھاڑ نے کی ہمّت کسی کو بھی نہ ہوئی، بالآخر بوڑھے مجاوروں نے خودہی قبر کو اکھاڑا تو اندر سے } گدھا جی { کی ہڈیاں اور سر برآمد ہوا ،اور پھر لوگوں کو معلوم ہو اکہ ہم تو } پیر کھوتے شاہ { سے مرادیں مانگتے رہے۔

مسلمانو! قبر میں کسی گدھے یا جانور کی تدفین کا یہ واقعہ کوئی نیا نہیں ہے، برصغیر ہندو پاک میں پتہ نہیں ایسے کتنے گدھے شاہ، کتے شاہ، بندرشاہ، گھوڑے شاہ اپنے عالی شان مزارات میں محو ""استراحت"" ہیں(آرام فرمارہے ہیں) اور ان کے دربار سے لاکھوں لوگوں کی مرادیں ان کے عقیدہ کے مطابق پوری ہورہی ہیں۔ ایسے درباروں سے وابستگی کے ذمہ دار بھی یہ سیانے مُلّا ہیں ، ان درباروں میں روزانہ لوگوں کی جیبوں کیساتھ ان کے ایمان پر دن کے اجالے میں ڈاکے ڈالے جاتے ہیں۔اور سادہ لوح اسلام کے دعویدار ٹک ٹک دیدم۔۔۔۔ دم نہ کشیدن کی زندہ تصویر بنے رہتے ہیں۔"(کلمہ اخلاص،مصنف شہاب الدین ،ص:19تا 24)

مدیر مجلۃ الدعوۃ جناب محترم امیر حمزہ صاحب سلطان باہو رحمہ اللہ کے مزار کا آنکھوں دیکھا حال کچھ یوں بیان کرتے ہیں:

""میں ایک کمرے میں ۔۔۔۔اجازت پاکرجو میں اندر گیا تووہاں قبریں ہی قبریں تھیں،جنہیں میں نے گنا تو وہ تقریباً 19 تھیں۔ان قبروں میں بعض پر لکڑی کے بُت رکھے ہوئے تھے ،یہ بت خواتین کے تھے ،ایک بت کی ہیئت یوں

تھی کہ عورت نے بچہ اُٹھایا ہوا ہے۔"

"اگر مزید تسلی مطلوب ہو تو لاہور میں گھوڑے شاہ کے دربار کا مشاہدہ کرلیں، جہاں پر گھوڑوں کے بُت کثیر تعداد میں رکھے ہوئے ہیں، اور خواتین بالخصوص ان گھوڑوں کی پوجا کرتی دکھائی دیں گی۔

مسلمان اور شجر پرستی

شیخ احمد رومی حنفی رحمہ اللہ متوفی 1000ھ ہجری اپنی کتاب مجالس الابرار میں لکھتے ہیں :

﴿قال ابوبکر طرطوشی :انظروا۔۔۔۔رَحِمَکُمَ اللہُ تَعَالٰی۔۔۔۔اینما وجدتم شجرة یقصدھاالناس ویعظمونہاویرجون البرء والشفاء من قِبلِہَا و یضربون بھا المسامیر وَالخِرَقُ فہی ذات انواط فاقطعوہا﴾

"امام ابوبکر طرطوشی رحمہ اللہ متوفی 520 ہجری نے فرمایا: " دیکھو!اللہ تم پر رحم کرے، جہاں کہیں بھی تم ایسا درخت پاؤ جولوگوں (کی حاجات)کا مقصود ہو ، اور وہ اس کی تعظیم کرتے ہیں ،اور اس سے تندرستی اورشفاء کی اُمید رکھتے ہیں،ان میں کیل ٹھونکتے ہیں،اور ان پر کپڑے لٹکاتے ہیں، تو وہ (درخت) ذاتِ انواط ہے ،پس اسے کاٹ دو ۔" (مجالس الابرار، مطبوعہ ریاض، ص:20)

صحابہ کرام نے شجر پرستی کی وجہ سے اس درخت کو کاٹا

یہی وجہ ہے کہ جب سیدنا عمرفاروق کو پتہ چلا کہ لوگ مقامِ حدیبیہ پر اس درخت کے پاس نماز پڑھنے کے ارادے اور قصد سے جاتے ہیں جس کے نیچے نبی کریم ﷺ نے صحابہ سے بیعت لیا تھا ،تو عمرفاروق نے شریعت کے

اُصول سدِّ ذرائع پر عمل کرکے اس درخت کو کاٹنے کا حکم دیا۔ فاعتبروا یا اُولی الابصار۔

بلکہ بیری درخت کے بارے میں ہم قارئین کو مزید کچھ بتاناچاہتے ہیں:

مدیر مجلۃ الدعوۃ جناب محترم امیر حمزہ صاحب سلطان باہو رحمہ اللہ کے دربار کے متعلق مزید رقمطراز ہیں:

"اسی طرح دربار کے پیچھے ایک بیری کا درخت ہے،اس درخت کے نیچے مرد اور عورتیں جھولیاں اور دامن پھیلا کر بیٹھے ہوئے ہیں ،جس کی جھولی میں پتا گرجائے وہ سمجھتا ہے مجھے بیٹی مل گئی،جس کے دامن میں پھل(بیر)لگنے کے موسم میں بیر گرگیا، وہ سمجھتا ہے لڑکا مل گیا۔"

معلوم ہواکہ عرب کی مشرکین کی طرح نام نہاد مسلمان بھی درختوں کی پوجا پاٹ کرتا ہے ، ان درختوں کے ساتھ چادریں،سبز رنگ کے دوپٹے،جانوروں کی رسیاں اور پٹے بطورِ تبرک باندھتا ہے اور یہاں آکر اپنی مرادیں طلب کرتا ہے ۔" (کلمہ گو مشرک،مطبوعہ دارالاندلس لاہور، ص :95,94)

ابو واقد لیپی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب حنین کی طرف نکلے،اور قریش ایک سبز درخت تھاجس کے پاس مشرکین ہر سال آتے،اور اس پر اسلحہ لٹکاتے ،اس کے پاس بیٹھیے اور جانور ذبح کرتے ۔اور ایک روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حنین کی سفر پر نکلے اور ہم نئے نئے مسلمان ہوئے تھے ۔اور مشرکین کاایک بیر کا درخت تھا جس کے پاس آتے اور (اعتکاف کی طرح) بیٹھیے اوراس پر اپنا اسلحہ لٹکاتے تھے، اس درخت کو مشرکین ذاتِ انواط کہتے تھے، جب ہم اس

درخت کے پاس سے گزرے تو تو ہم نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ :
"جس طرح ان مشرکین کیلئے ذاتِ انواط ہے ، ہمارے لئے بھی اسی طرح کا ذاتِ انواط بنا دیں ۔ نبی کریم ﷺ نے یہ بات سن کر فرمایا:
"سبحان اللہ ،اللہ اکبر(یعنی اللہ شرک سے پاک ہے اور اللہ سب سے بڑاہے) ! یہ تو اسی طرح ہے جیسے بنی اسرائیل نے(موسیٰ علیہ السلام سے) کہا تھا کہ ہمارے لئے بھی ایک معبود مقرر کردیں جس طرح ان(مشرک قوم) کے معبود ہیں ۔ البتہ ضرور تم پہلے لوگوں کے طریقوں پر چلوگے۔" (سنن ترمذی،کتاب الفتن ،باب لترکبن سنن من کان قبلکم)
مصنف عبدالرزاق ،باب سنن من کان قبلکم،حدیث نمبر:20763 ،،
☆مسند احمد،حدیث ابی واقد اللیثی رضی اللہ عنہ،حدیث نمبر:22537،،
☆ صحیح ابن حبان،کتاب التاریخ ، ذکر الاخبار عن اتباع ھذہ الاُمۃ سنن من قبلھم من الاُمم،،،، اور ،،،
☆السنۃ لابن ابی عاصم حدیث نمبر:76کی تصریح کے مطابق وہ بیری کا درخت تھا ۔

مشرکین اس درخت پر اسلحہ لٹکا تے تھے تبرک کیلئے ، اور سلطان باہورحمہ اللہ کے دربار میں بھی بیری کے درخت کے نیچے لوگ بیٹھ کر اس درخت سے اولاد طلب کرتے ہیں ۔ذرا فرق ہمیں بتادیاجائے ؟
اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ تبرک کیلئے درختوں پر اسلحہ لٹکانا، ان میں پتھر پھینکا ان میں کپڑے لٹکاکر گرہیں لگانادر حقیقت ان درختوں کو﴿ اِلٰہ ﴾ بناناہے ۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ بیری کے درخت کے ساتھ کوئی عقیدہ

وابستہ کرنا شریعت کی رُو سے بے اصل اور بے بنیاد ہے۔
میں نے جب ایک قبرستان میں لوگوں کو ان خرافات کرتے دیکھا تو وہاں کے ایک عالم سے کہا کہ یہ کام جائز ہیں ؟ اس نے کہا بالکل نہیں ۔میں نے کہا پھر آپ کے گاؤں کے لوگ یہ کرتے ہیں اس سے معلوم ہواکہ آپ حضرات نے لوگوں کی اصلاح کی کوشش نہیں کی۔اس نے کہا کہ یہ ہمارے گاؤں کے نہیں اردگرد کے دیہات سے آتے ہیں۔پھر ایک دن میں نے ایک لڑکے کو دیکھا کہ آنکھوں پر پتھر مل رہاتھا، اس کی آنکھوں میں ہلکا سا بھینگا پن تھا،میں نے کسی سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ ایک لڑکے نے بتایا کہ یہ فلاں مولوی صاحب کا بھانجاہے،اور اسی مولوی صاحب کانام لیا، جس نے مجھے کہاتھا کہ ہمارے گاؤں کے لوگ ایسا نہیں کرتے۔

دنیا بھر کے مزارات میں مدفون نام نہاد اولیاء میں ایسے کفار بھی گزرے ہیں جن کے ہر سال عرس کئے جاتے ہیں اور جن کی مزارات پر لوگ مرادیں پوری ہونے کے عقیدے سے جا کر ان سے دعائیں مانگتے ہیں۔ مگر وہ رسول اللہ کی شریعت کے عملاً انکاری اور کافر تھے۔